ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
مئی 2025ء
جلد نمبر 26 شمارہ نمبر 05

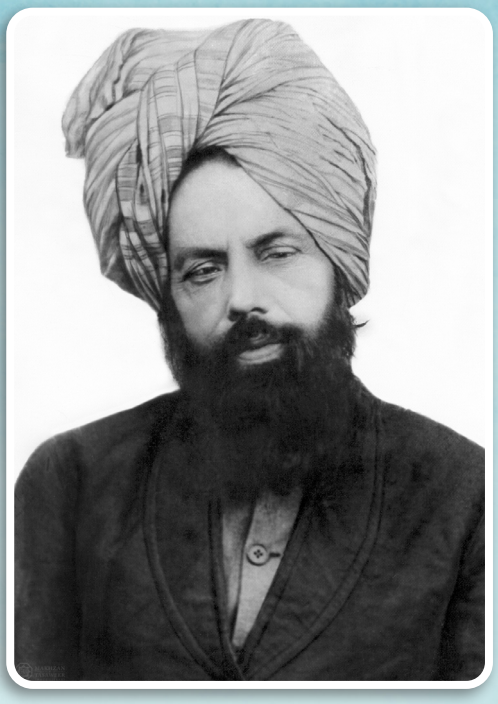

ظہورِ قدرتِ ثانیہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔...

مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے“۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-305)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

اے مسرور! مَیں تیرے ساتھ ہوں

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اپنی ہر طرح سے تائید و نصرت کا وعدہ فرمایا۔ حضورؑ نے جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"۔ (رسالہ الوصیت صفحہ 5 طبع اوّل)

چنانچہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی سوا سو سال سے زائد کی تاریخ گواہ ہے کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ باتیں حرف بہ حرف پوری ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے حین حیات بھی جماعت کو ترقیات عطا فرمائیں، اپنی مدد و نصرت کے حیرت انگیز نظارے دنیا کو دکھلائے اور حضورؑ کی زندگی میں مخالفین کی ہر قسم کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود آپؑ کا پیغام قادیان اور ہندوستان کی حدود سے نکل کر دنیا کے بہت سے ممالک تک پہنچا۔ پھر آپ کی وفات کے بعد بھی اب تک ہم ایسے نظارے دیکھ رہے ہیں۔

حضورؑ کی وفات کے بعد جب مخالف جشن منا رہے تھے کہ اب یہ سلسلہ نعوذ باللہ نابود ہو جائے گا، اپنے فضل سے خلافت کا سلسلہ جاری فرما کر جماعت کو نئی زندگی عطا فرمائی، خلافت اُولیٰ کے عہد مبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلام پہلی مرتبہ بیرونِ ہندوستان آپ کا پیغام لے کر پہنچے، جس کے بعد ہر دور خلافت میں دنیا بھر میں اعلائے کلمہ اسلام کا یہ سلسلہ پھیلتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ خلافت رابعہ کے مبارک دور میں 175 ممالک میں شجرِ احمدیت لہلہانے لگا تھا اور اس کی سرسبز شاخوں پر بسیرا کرنے والے قدوسیوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی تھی۔ پھر خلافت خامسہ کا بابرکت دور آیا تو اپنے ساتھ "اِنِّی مَعَكَ يَا مَسْرُوْرُ" کی تسکین بھری بشارت ساتھ لایا۔ چنانچہ ہم روزِ اوّل سے اس "الٰہی معیّت" کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ افرادِ جماعت میں اضافہ ہو یا نئے ممالک میں جماعت کا نفوذ، مالی قربانی ہو یا جانی قربانی ہر لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کہ "وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد" کمال شان کے ساتھ پورے ہو رہے ہیں، حتیٰ کہ مخالفت کی بدترین صورت میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا یہ قافلہ آگے سے آگے رواں دواں ہے، الحمدللہ۔ اللہ کرے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے اور ہم شاہراہ غلبہ اسلام پر اسی طرح آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں یہاں تک کہ ہم اس منزل کو حاصل کر لیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو"۔ (رسالہ الوصیت صفحہ 7 طبع اوّل)

اخبار احمدیہ

لا إله إلا الله محمد رسول الله

ماہنامہ — جرمنی

ذوالقعدہ 1446 ہجری قمری | مئی 2025ء | جلد نمبر 26 | شمارہ نمبر 05 | ہجرت 1404 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جلّ جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے
06	منظوم کلام: پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات
07	خطبہ جمعہ: خلیفہ وہی ہے جسے خدا بناتا ہے
14	تعارف کتب: سرّ الخلافۃ
15	ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
19	ہمارے شام و سحر کا کیا حال پوچھتے ہو
24	تنظیمی سرگرمیاں: ہم احمدی انصار ہیں
25	خلافت پر اعتراضات کے جواب
30	جماعتی سرگرمیاں: آگے بڑھتے رہو مبدم دوستو
31	دولت کے حقیقی خزانے
33	عصر حاضر میں تربیت اولاد کے چیلنجز اور ان کا حل
37	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا
42	سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
43	راہ حق میں ایک اور جاں نثاری
45	آدھی صدی کا سفر
47	ملکی و عالمی خبریں
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیا لگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

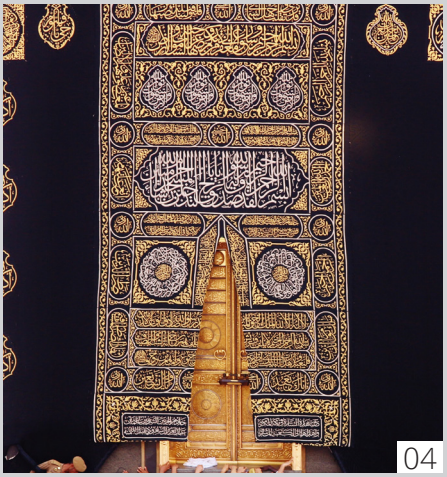
04

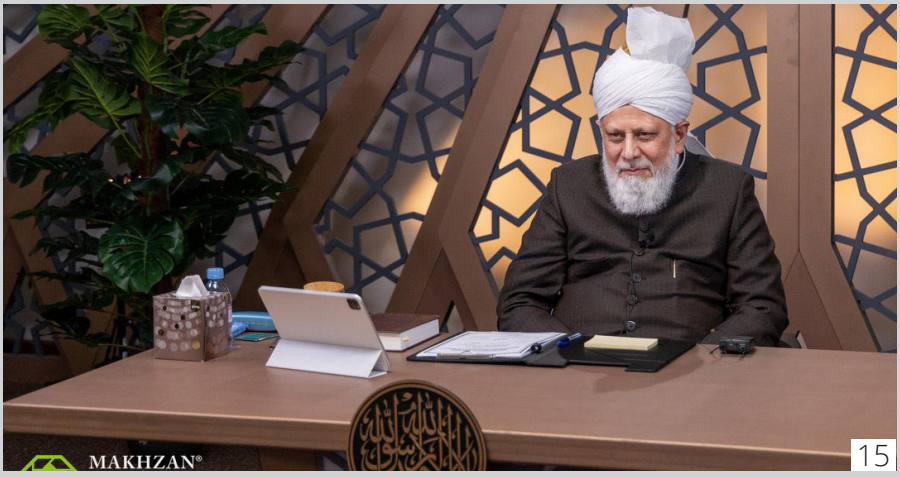

15

07

17

23

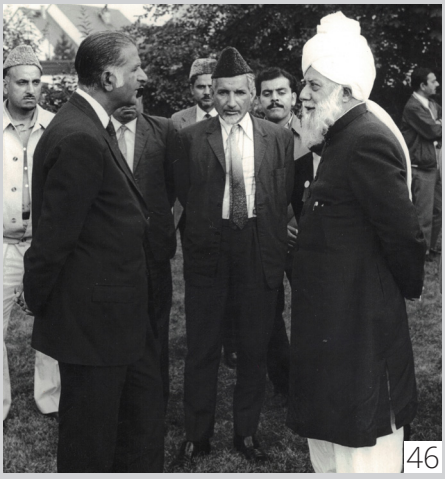
46

25

43

47

قال اللہ جل جلالہ

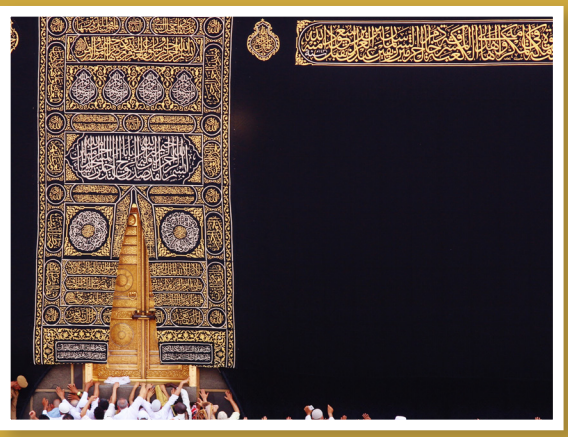

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ

(المؤمن:52)

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے
اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

قال النبی ﷺ

عن علیؓ عن النبیﷺ قَالَ: یَخۡرُجُ رَجُلٌ مِنۡ وَرَاءِ النَّهۡرِ یُقَالُ لَهُ الۡحَارِثُ بۡنُ حَرَّاثٍ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ یُقَالُ لَه مَنۡصُورٌ یُوَطِّئُ أَوۡ یُمَكِّنُ لآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتۡ قُرَیۡشٌ لِرَسُولِ اللّٰهِﷺ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤۡمِنٍ نَصۡرُه أَوۡ قَالَ إِجَابَتُه۔

حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ماوراء النہر سے ایک شخص ظاہر ہو گا جس کا نام حارث بن حراث ہو گا اس کے آگے ایک شخص ہو گا اس کا نام منصور ہو گا، وہ آل محمد کو غالب کرے گا، جیسا کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو غالب کیا تھا، اس کی مدد کرنا، یا کہا: اس کا حکم ماننا ہر مومن پر واجب ہے۔
(سنن ابی داؤد کتاب المھدی)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور رُوح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہو گا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا‘‘۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68)

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

آج ہمارے مخالف بھی ہر طرح کی کوشش ہمارے نابود کرنے کی کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس قدر مخالفت اس سلسلہ کی انہوں نے کی ہے اسی قدر ناکامی اور نامرادی ان کے شامل حال رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو بڑھایا ہے۔ یہ تو خیال کرتے اور رائے لگاتے ہیں کہ یہ شخص مر جاوے گا اور جماعت متفرق ہو جاوے گی۔ ... مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ نے خود ارادہ فرمایا ہے کہ اس سلسلہ کو قائم کرے اور اُسے ترقی دے۔

(ملفوظات جلد 4 ص 482، 483)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ (النور:56) خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 225)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں فرق نہیں آ سکتا۔ جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔ خدا تعالیٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اسی کی مدد میرے شامل حال نہ ہو تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے اس پاک ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور میری مدد کرے گا۔

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

خلافت حقہ اصولی طور پر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید سے پہچانی جاتی ہے۔ ... خدا تعالیٰ خود اپنی حکمت کاملہ سے جس کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا، خود مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت تھی لیکن مجھے یہ پتہ ہے کہ اُس نے مجھے خلیفہ بنایا اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ اُس نے اپنی حکمت کاملہ سے جس کو اِس وقت خلیفہ بنایا ہے، اس سے وہ پیار بھی کرتا ہے اور اس کی تائید بھی کرتا ہے۔ غرض خدا تعالیٰ کی نصرت بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ خلافت حقہ ہے۔ (خطبات ناصر جلد 4 صفحہ 96)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

تمام دنیا میں ایک ہی جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کی خلافت کی رسی سے وابستہ ہے۔ اس حبل اللہ سے وابستہ ہے جس نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی شریعت سے عہد وفا باندھ کر اکٹھے ہو کر ایک ہی ہاتھ پر جمع ہو کر اس آیت کے مضمون کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور حبل اللہ کو جَمِيْعًا اجتماعی طور پر چمٹ گئے ہیں۔ پس نہ صرف یہ کہ آپ چمٹے رہیں بلکہ دوسروں کو بھی نجات کی دعوت دیں اور اس رسی کی طرف بلائیں جو زندگی کی واحد ضمانت ہے۔

(خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 709)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے خدا یہ کُرتہ پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کُرتے کو اس سے اتار سکے یا چھین سکے۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چُنتا ہے اسے اُٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اپنی تائید و نصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء صفحہ 6)

پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات

ذِلّت ہیں چاہتے، یہاں اِکرام ہوتا ہے
کیا مُفتری کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے

اَے قوم کے سرآمدہ! اے حامیانِ دِیں!
سوچو کہ کیوں خدا تمہیں دیتا مدد نہیں

تم میں نہ رحم ہے نہ عدالت نہ اِتّقا
پس اِس سبب سے ساتھ تمہارے نہیں خدا

بعضوں کو بددُعا میں بھی تھا ایک انہماک
اِتنی دُعا کہ گھس گئی سجدے میں اُن کی ناک

القصّہ جُہد کی نہ رہی کچھ بھی اِنتہا
اِک سُو تھا مَکر ایک طرف سجدہ و دُعا

کیسا یہ فضل اُس سے نمودار ہو گیا
اِک مفتری کا وہ بھی مددگار ہو گیا

گر اُس سے رہ گیا تھا کہ وہ خود دِکھائے ہاتھ
اِتنا تو سہل تھا کہ تمہارا بٹائے ہاتھ

یہ بات کیا ہوئی کہ وہ تم سے الگ رہا
کچھ بھی مدد نہ کی نہ سُنی کوئی بھی دُعا

جو مُفتری تھا اُس کو تو آزاد کر دیا
سب کام اپنی قوم کا برباد کر دِیا

کیا ''راستی کی فتح'' نہیں وعدۂ خدا
دیکھو تو کھول کر سخنِ پاکِ کِبریا

پھر یہ نہیں کہ ہو گئی ہے صرف ایک بات
پاتا ہوں ہر قدم میں خدا کے تفضّلات

انتخاب از دُرِّ ثمین ''محاسن قرآن کریم''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

خلیفہ وہی ہے جسے خدا بناتا ہے

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء کا مکمل متن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56)

اس کا ترجمہ ہے: کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے، یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے لیکن ساتھ شرائط عائد کی ہیں کہ ان باتوں پر تم قائم رہو گے تو تمہارے اندر خلافت قائم رہے گی۔ لیکن اس کے باوجود خلافت راشدہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں صرف تیس سال تک قائم رہی۔ اور اس کے آخری سالوں میں جس طرح کی حرکات مسلمانوں نے کیں اور جس طرح خلافت کے خلاف فتنے اٹھے اور جس طرح خلفاء کے ساتھ بیہودہ گوئیاں کی گئیں اور پھر ان کو شہید کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت راشدہ ختم ہو گئی اور پھر ملوکیت کا دور ہوا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرما دیا تھا اور اس ارشاد کے مطابق ہی تھا کہ اگر تم ناشکری کرو گے تو فاسق ٹھہرو گے۔ اور فاسقوں اور نافرمانوں کا اللہ تعالیٰ مددگار نہیں ہوا کرتا تو بہرحال اسلام کی پہلی تیرہ صدیاں مختلف حالات میں اس طرح گزریں جس میں خلافت جمع ملوکیت رہی پھر بادشاہت رہی پھر اس عرصہ میں دین کی تجدید کے لئے مجدد بھی پیدا ہوتے رہے۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے، اس کا ویسے تو میں ذکر نہیں کر رہا۔

لیکن جو بات میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے

وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا اور رہنا ہے ان شاء اللہ۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہو گی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مشکوۃ کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر الفصل الثالث)

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری امّت ایک مبارک امّت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اوّل زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ، یعنی دونوں زمانے شان و شوکت والے ہوں گے۔

اس آخری زمانے کی بھی وضاحت آنحضرت ﷺ نے خود ہی فرمادی کہ وہ کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپؐ نے اس کی آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہؓ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ تو حضور ﷺ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ واپس لے آئیں گے۔

یعنی آخرین سے مراد وہ زمانہ ہے جب مسیح موعود کا ظہور ہو گا اور اس پر ایمان لانے والے، اس کا قرب پانے والے، اس کی صحبت پانے والے صحابہ کا درجہ رکھیں گے۔ پس جب ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ زمانہ پانے کی توفیق عطا فرمائی جس کو آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے کا درجہ دیا ہے۔ تو یہ بھی ضروری تھا کہ اس پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوۃ بھی قائم رہے۔ یہاں یہ وضاحت کر دی ہے جیسا کہ پہلے حدیث (کی روشنی) میں مَیں نے کہا کہ مسیح موعود کی خلافت عارضی نہیں ہے بلکہ یہ دائمی خلافت ہو گی۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس آیت کی کچھ وضاحت کرتا ہوں، آپؑ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے، دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتے ہیں خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشیں نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ (النور: 56)۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا ویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا''۔

فرمایا: ''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلادے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے''۔ اور یہ وعدہ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے اس وقت تک ہے جو لوگ نیک اعمال بجالاتے رہیں گے وہ ہی خلافت سے چمٹے رہیں گے۔ ''اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا

خداوعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی''۔

اور فرمایا کہ: ''چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں''۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کئی کھڑے ہو جائیں بیعت کرنے کے لئے بلکہ مختلف اوقات میں ایسے آتے رہیں گے۔ ''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 307)

چنانچہ دیکھ لیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپؑ نے ہمیں خوشخبریاں بھی دے دی تھیں کہ آپؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ان شاء اللہ خلافت دائمی رہے گی اور دشمن دو خوشیاں کبھی نہیں دیکھ سکے گا کہ ایک تو وفات کی خبر اس کو پہنچے اور اس پر خوش ہو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایسے بھی تھے جنہوں نے خوشیاں منائیں اور پھر یہ کہ وہ جماعت کے ٹوٹنے کی خوشی وہ دیکھ سکیں گے، یہ کبھی نہیں ہو گا۔ دشمن نے بڑا شور مچایا، بڑا خوش تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا کا ہمیں نظارہ بھی دکھایا۔ اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اب کافی عمر رسیدہ ہو چکے ہیں، طبیعت کمزور ہو چکی ہے اور شاید اس طرح خلافت کا کنٹرول نہ رہ سکے اور شاید وہ خلافت کا بوجھ نہ اٹھا سکیں اور انجمن کے بعض عمائدین کا خیال تھا کہ اب ہم اپنی من مانی کر سکیں گے۔ کیونکہ عمر کی وجہ سے بہت سارے معاملات ایسے ہیں جو اگر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خدمت میں نہ بھی پیش کریں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ان کو پتہ نہیں چلے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دشمن کی یہ تمام اندرونی اور بیرونی جو بھی تدبیریں تھیں ان کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور اندرونی فتنے کو بھی دبا دیا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح ہر موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس فتنہ کو دبایا اور کتنے زور اور شدت سے اس کو دبایا اور کس طرح دشمن کا منہ بند کیا۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انسانیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ۔ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 225)

فرمایا کہ: ''مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے''۔

(الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی جون 1967ء صفحہ 28)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔

(الفرقان، خلافت نمبر۔ مئی جون 1967ء صفحہ 28)

پھر دنیا نے دیکھا کہ آپؑ کے ان پُرزور خطابات سے اور جو آپ نے اس وقت براہ راست انجمن پر بھی ایکشن لئے، جتنے وہ لوگ باتیں کرنے والے تھے وہ سب بھیگی بلّی بن گئے، جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اور وقتی طور پر ان میں کبھی کبھی اُبال آتا رہتا تھا اور مختلف صورتوں میں کہیں نہ کہیں جا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن انجام کار سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ملا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد پھر انہیں لوگوں نے سر اٹھایا اور ایک فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی، جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اور بہت سارے پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل بھی کر لیا، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر خلافت کا انتخاب ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ہی جماعت خلیفہ منتخب کرے گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ان شور مچانے والوں کو، انجمن کے عمائدین کو یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا، تم جس کے ہاتھ پر کہتے ہو میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جماعت جس کو چُنے گی میں اسی کو خلیفہ مان لوں گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ان لوگوں کو پتہ تھا کہ اگر انتخاب خلافت ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی خلیفہ منتخب ہوں گے۔ اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے تھے اور یہی کہتے رہے کہ فی الحال خلیفہ کا انتخاب نہ کروایا جائے۔ ایک، دو، چار دن کی بات نہیں، چند مہینوں کے لئے اس کو آگے ٹال دیا جائے، آگے کر دیا جائے اور یہ بات کسی طرح بھی جماعت کو قابل قبول نہ تھی۔ جماعت تو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونا چاہتی تھی۔ آخر جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس وقت بھی مخالفین کا یہ خیال تھا کہ جماعت کے کیونکہ

پڑھے لکھے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور خزانہ ہمارے پاس ہے اس لئے چند دنوں بعد ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھا اور خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور دشمنوں کی ساری امیدوں پہ پانی پھیر دیا اور ان کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں۔ پھر خلافت ثانیہ میں 1934ء میں ایک فتنہ اٹھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دبا دیا اور جماعت کو مخالفین کوئی گزند نہیں پہنچا سکے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم پتہ نہیں کیا کر دیں گے۔ پھر 1953ء میں فسادات اٹھے۔ جب پاکستان بن گیا اس وقت دشمن کا خیال تھا کہ اب ہماری حکومت ہے یہاں انگریزوں کی حکومت نہیں رہی اب یہاں انصاف تو ہم نے ہی دینا ہے اور ان لوگوں کو انصاف کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا اس لئے اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ان سخت حالات اور خوف کی حالت سے ایسا نکالا کہ دنیا نے دیکھا کہ جو دشمن تھے وہ تو تباہ و برباد ہو گئے، وہ تو ذلیل و خوار ہو گئے لیکن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی شان کے ساتھ پھر آگے قدم بڑھاتی ہوئی چلتی چلی گئی۔

غرض کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپؓ کے زمانے میں تراجم قرآنِ کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے۔ افریقہ میں، یورپ میں مشنز قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لے کر ذاتی ہدایات دے کر۔ اس زمانے میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔ خود مبلغین کو براہ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندو پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور وہ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔ پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔ صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّو بدل کی۔ اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُوررس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے۔ اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعّال ہیں اور آج جرمنی کی خدام الاحمدیہ بھی اسی سلسلے میں اپنا اجتماع کر رہی ہے۔ تو یہ بھی ایک بہت بڑی انتظامی بات تھی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت میں جاری فرمائی۔ پھر تحریک جدید کا قیام ہے۔ جب دشمن یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اس وقت آپؓ نے تحریک جدید کا قیام کیا اور پھر بیرون ممالک میں مشن قائم ہوئے۔ پھر وقف جدید کا قیام ہے جو پاکستان اور ہندوستان کی دیہاتی جماعتوں میں تبلیغ کے لئے تھا۔ اب تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیل گئی۔ غرضیکہ اتنے کام ہوئے ہیں اور اسی شخص کو جس کو اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند اور جماعت کو چلانے کا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بچہ ہے اس کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور ہے اور یہ کچھ نہیں کر سکتا اسی بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو بھی پورے کرنے والے ہو گئے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60 ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا''۔ (حضرت عمرؓ نے) '' مگر خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں''۔ (خطبات محمود جلد 4 صفحہ 72، 73)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ: ''میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی''۔ (خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

چنانچہ ہم نے دیکھا کہ جس بھی حکومت نے ٹکّر لی اس کے اپنے ٹکڑے ہو گئے۔ اور پھر خلافت رابعہ میں بھی یہی نظارے ہمیں نظر آئے۔

ایک اور جگہ حضرت خلیفہ ثانیؓ نے چھٹی ساتویں خلافت تک کا بھی ذکر کیا ہوا ہے۔ تفصیل تو میں آگے بتاتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قبول ہو گا یعنی انتخاب خلافت کمیٹی کے بارے میں۔ اور جماعت میں سے جو شخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہو گا اور جب بھی

انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہو گا، اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہو گا، وہ بڑا ہو یا چھوٹا، ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31 جنوری 1936ء)

پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد پھر اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا۔ لیکن کیا ہوا؟ کیا جماعت میں کوئی کمی ہوئی؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔ مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔ افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی اور پھر افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، ایک رؤیا کے مطابق۔ ہسپتال کھولے گئے۔ سکول کھولے گئے، ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے چھوٹے دور دراز کے دیہاتی ہسپتالوں میں لوگ اپنا علاج کرانے آتے ہیں۔ بلکہ سرکاری افسران بھی اس طرف آتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ہسپتالوں میں جو واقفین زندگی ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں وہ ایک جذبے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے خلیفہ وقت کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی لاج رکھنے کے لئے ان دعاؤں کو سنتا ہے اور جہاں بھی کوئی کارکن اس جذبے سے کام کر رہا ہو کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور میرے پیچھے خلیفہ وقت کی دعائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ پھر سکولوں میں ہزاروں لاکھوں طلباء اب تک پڑھ چکے ہیں بڑی بڑی پوسٹ پر قائم ہیں۔ ہمارے گھانا کے ڈپٹی منسٹر آف انرجی جو ہیں انہوں نے احمدیہ سکول میں شروع میں کچھ سال تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک سکول سے دوسرے سکول میں چلے گئے وہ بھی احمدیہ سکول ہی تھا۔ اور آج ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا رتبہ دیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بہت سارے لوگ ہیں۔ افریقن ملکوں میں جائیں تو دیکھ کر پتہ لگتا ہے۔ یہ سب جو فیض ہیں اس وجہ سے ہیں کہ ڈاکٹر ہوں یا ٹیچر، ایک جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں اور یہ سوچ ان کے پیچھے ہوتی ہے کہ ہم جو بھی کام کر رہے ہیں ایک تو ہم نے دعا کرنی ہے، خود اللہ تعالیٰ سے فضل مانگنا ہے اور پھر خلیفۃ المسیح کو لکھتے چلے جانا ہے تا کہ ان کی دعاؤں سے بھی ہم حصہ پاتے رہیں۔ اور یہ جو افریقن ممالک میں ہمارے سکول اور کالج ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا بھی ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ کل ہی سیرالیون کی رہنے والی خاتون بچوں کے ساتھ مجھے ملنے آئیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمارے ہاں تو خاندان میں اسلام کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا۔ احمدیہ سکول میں مَیں نے تعلیم حاصل کی اور وہیں سے مجھے احمدیت کا پتہ لگا اور بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کر رہی تھیں۔ وہ بڑی مخلص احمدی خاتون ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہیں جو ہمارے ان سکولوں سے تعلیم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شامل ہوئے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ پھر خلافت ثالثہ میں ہی آپ دیکھ لیں، 74ء کا فساد ہوا اس وقت ان کا خیال تھا کہ اب تو احمدیت ختم ہوئی کہ ہوئی، ایک قانون پاس کر دیا کہ ہم ان کو غیر مسلم قرار دے دیں گے تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ کئی شہید کئے گئے، جانی نقصان کے ساتھ ساتھ مالی نقصان بھی پہنچایا گیا۔ کاروبار لوٹے گئے، گھروں کو آگیں لگا دی گئیں، دکانوں کو آگیں لگا دی گئیں، کارخانوں کو آگیں لگا دی گئیں۔ لیکن ہوا کیا؟ کیا احمدیت ختم ہو گئی۔ پہلے سے بڑھ کر اس کا قدم اور تیز ہو گیا، باپ کو بیٹے کے سامنے قتل کیا گیا، بیٹے کو باپ کے سامنے قتل کیا تو کیا خاندان کے باقی افراد نے احمدیت چھوڑ دی؟۔ ان میں اور زیادہ ثبات قدم پیدا ہوا، ان میں اور زیادہ اخلاص پیدا ہوا۔ ان میں اور زیادہ جماعت کے ساتھ تعلق پیدا ہوا۔ دشمن کی کوئی بھی تدبیر کبھی بھی کارگر نہیں ہوئی اور کبھی کسی کے ایمان میں لغزش نہیں آئی۔ اور پھر اب دیکھیں کہ ان نیکیوں پہ قائم رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جو جانی نقصان ہوا یا جن خاندانوں کو اپنے پیاروں کا جانی نقصان برداشت کرنا پڑا، اگلے جہان میں تو اللہ تعالیٰ نے جزا دینی ہے اللہ نے اُن کو اِس دنیا میں بھی ان کو بے انتہا نوازا ہے۔ مالی لحاظ سے بھی اور ایمان کے لحاظ سے بھی۔ جو پاکستان میں رہے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کاروباروں میں برکت دی۔ کئی لوگ ملتے ہیں جن کے ہزاروں کے کاروبار تھے اب لاکھوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ جن کے لاکھوں کے کاروبار تباہ کئے گئے تھے ان کے کاروبار کروڑوں میں پہنچے ہوئے ہیں اور آپ لوگ بھی جو یہاں نکلے، اسی وجہ سے نکلے، آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے نکلنے کا موقع دیا کہ جماعت پر پاکستان میں تنگیاں اور سختیاں تھیں۔ اور یہاں آ کے اگر نظر کریں پچھلے حالات میں اور اب کے حالات میں تو آپ کو خود نظر آ جائے گا کہ آپ پہ اللہ تعالیٰ کے کتنے فضل ہوئے ہیں۔ مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کتنا آپ کو مضبوط کر دیا ہے۔ اب اس کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے آگے مزید جھکیں اور اس کے عبادت گزار بنتے چلے جائیں۔ اپنی نسلوں میں بھی یہ بات پیدا کریں کہ سب کچھ جو تم فیض پا رہے ہو یہ اس سختی اور تنگی کا فیض ہے جو جماعت پہ پاکستان میں تھی اور آج ہم اس کی وجہ سے کشائش میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ نیک اعمال بجالانے کی شرط قائم ہے اور ہر وقت قائم ہے۔

پھر خلافت رابعہ کا دور آیا۔ پھر دشمن نے کوشش کی کسی طرح فتنہ وفساد پیدا کیا جائے لیکن جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو گئی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔ انتخاب خلافت کے ان حالات کے بعد جو بڑی سختی کے چند دن یا ایک آدھ دن تھے دشمن نے

جب وہ سکیم ناکام ہوتی دیکھی تو پھر دو سال بعد ہی خلافت رابعہ میں، 84ء میں، پھر ایک اور خوفناک سکیم بنائی کہ خلیفۃ المسیح کو بالکل عضوِ معطّل کی طرح کر کے رکھ دو۔ وہ کوئی کام نہ کر سکے۔ اور جب وہ کوئی کام نہیں کر سکے گا تو جماعت میں بے چینی پیدا ہو گی اور جب جماعت میں بے چینی پیدا ہو گی تو ظاہر ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتی چلی جائے گی، اس کا شیرازہ بکھرتا چلا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر پر اپنی تدبیر کو کیسے حاوی کیا۔ ان کی ہر تدبیر کو کس طرح الٹا کے مارا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے وہاں سے نکلنے کے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چھپ کے نکلے۔ کھلے طور پر نکلے اور سب کے سامنے نکلے اور کراچی سے دن کے وقت یا صبح شروع وقت کی ہی وہ فلائیٹ تھی۔ بہرحال وہاں کوشش بھی کی گئی کہ روکا جائے لیکن وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور وہ نہیں پہچان سکے۔ جماعت میں اس سے بڑی سچائی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے جب مکہ سے ہجرت کی ہے تو جو اس وقت سلوک ہوا تھا اس سلوک کی کچھ جھلکیاں ہم نے اس ہجرت کے وقت بھی دیکھیں اور جس سے ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت پہنچی ہمارے ایمان مزید مضبوط ہوئے۔ پھر یہاں پہنچ کر بیرونی ممالک میں جماعتوں کو مشنوں کو منظم کرنے کا کام بہت وسعت اختیار کر گیا۔ اور اسی طرح دعوت الی اللہ کا کام بھی بہت وسیع ہو گیا۔ اور پھر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں جماعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے، پھر ایم ٹی اے کا اجراء ہوا، ایک ملک میں تو پلان تھا کہ یہاں خلیفۃ المسیح کی آواز کو روک دیا جائے لیکن ایم ٹی اے نے تمام دنیا میں وہ آواز پہنچا دی اور دشمن کی تدبیریں پھر ناکام ہو کر ان پر لوٹ گئیں۔ پہلے تو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنتے تھے اب ہر شہر میں، ہر گاؤں میں، ہر گھر میں یہ آواز پہنچ رہی ہے۔ پھر افریقہ میں خدمت انسانیت کے کام کو اس دور میں بڑی وسعت دی گئی۔ غرض کہ ایک انتہائی ترقی کا دور تھا اور ہر روز جو دن چڑھ رہا تھا وہ ایک نئی ترقی لے کر آ رہا تھا۔ دشمن خیال کرتا ہے یا انسان اپنی سوچ سے بعض اوقات سوچتا ہے کہ یہاں انتہاء ہو گئی اور اب اس سے زیادہ ترقی کیا ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے نظارے دکھاتا ہے کہ انسان کی سوچ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔

پھر آپ کی وفات کے بعد دشمنوں کا خیال تھا کہ اب تو یہ جماعت گئی کہ گئی اب بظاہر کوئی نظر نہیں آتا کہ اس جماعت کو سنبھال سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے سب نے دیکھے۔ بچوں نے بھی اور نوجوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ حتیٰ کہ غیر از جماعت بھی کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان سب نے ہی یہ نظارے دیکھے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعے یہ ہر جگہ پہنچ رہے تھے۔ لندن میں مجھے کسی نے بتایا کہ ایک سکھ نے کہا کہ ہم بڑے حیران ہوئے آپ لوگوں کا یہ سارا نظام دیکھ کر اور پھر انتخاب خلافت کا سارا نظارہ دیکھ کر۔ پاکستان میں ہمارے ڈاکٹر نوری صاحب کے پاس ایک غیر از جماعت بڑے پیر ہیں یا عالم ہیں وہ آئے (مریض تھے اس لئے آتے رہے) اور ساری باتیں پوچھتے رہے کہ کس طرح ہوا، کیا ہوا اور پھر بتایا کہ میں نے بھی ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ دشمن بھی وہ جس طرح کہتے ہیں نا کہ کھلے طور پر تو نہیں دیکھتے لیکن چھپ چھپ کر ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ یہ سارے نظارے دیکھے اور ڈاکٹر صاحب کو کہنے لگے کہ یہ ایسا نظارہ تھا جو حیرت انگیز تھا۔ اور باتوں میں ڈاکٹر صاحب نے کہا ٹھیک ہے آپ کو پھر تسلیم کرنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے کہتے ہیں کہ یہ تو میں نہیں کہتا، یہ مجھے ابھی بھی یقین ہے کہ جماعت احمدیہ سچی نہیں ہے لیکن یہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت آپ کے ساتھ ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہو گئی تو پھر اور کیا چیز رہ گئی۔ یہ آنکھوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہے اور دلوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہی ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ: ''خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلے پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآنِ شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔ (انوار العلوم جلد 2 صفحہ 11)

پھر آپؓ فرماتے ہیں: ''خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانے کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بیوقوف ہوتا ہے''۔ پھر فرمایا کہ: ''اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اور اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں''۔

(الفرقان۔ مئی جون 1967ء صفحہ 37)

میں جب اپنے آپ کو دیکھتا ہوں، اپنی نااہلی اور کم مائیگی کو دیکھتا ہوں اور میرے سے زیادہ میرا خدا مجھے جانتا ہے کہ میرے اندر کیا ہے تو اس وقت ہر لمحے اللہ تعالیٰ کی قدرت یاد آ جاتی ہے۔

مکرم میر محمود احمد صاحب نے ایک شعر کہا ؎

مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ، میرا مولیٰ مجھ کو بس
'کیا خدا کافی نہیں ہے' کی شہادت دیکھ لی

اس کی بیک گراؤنڈ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو 'کیا خدا کافی نہیں' کی شہادت اَلَیْسَ اللّٰہُ کی انگوٹھی ہے جو خلیفۃ المسیح کو ملتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین انگوٹھیاں تھیں جو آپؑ کے تین بیٹوں کو ملیں۔ اور جو ''مولیٰ بس'' کی انگوٹھی تھی (ایک انگوٹھی جس پر ''مولیٰ بس'' کا الہام کندہ تھا) وہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے حصہ میں آئی تھی

اور یہ میں نے پہنی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میرے والد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ملی اور ان کی وفات کے بعد میری والدہ نے مجھے دے دی۔ میں تو اس کو بڑی سنبھال کے رکھتا تھا، پہنتا نہیں تھا لیکن انتخاب خلافت کے بعد میں نے یہ پہننی شروع کی ہے۔ تو 'مولیٰ بس' کے نظارے اور 'کیا خدا کافی نہیں ہے' کے نظارے مجھے تو ہر لحہ نظر آتے ہیں کیونکہ اگر ویسے میں دیکھوں تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ تو مخالفوں کی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پامال کیا۔ اب بھی بعض مخالفین شور مچاتے ہیں، منافقین بھی بعض باتیں کر جاتے ہیں۔ وہ چاہے جتنا مرضی شور مچا لیں، جتنا مرضی زور لگا لیں، خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی اور جب چاہے گا مجھے اٹھا لے گا اور کوئی نیا خلیفہ آ جائے گا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے الفاظ میں مَیں کہتا ہوں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہٹا سکے یا فتنہ پیدا کر سکے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے۔ افریقہ میں بھی مَیں دورہ پر گیا ہوں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا دنیا دکھاوے کے لئے یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے، زور لگا لے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کے سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آ کے چمٹ جاتے تھے۔ وہ محبت تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے دل میں پیدا کی ہے، کسی کے کہنے پہ تو نہیں آ سکتے۔ اور پھر ان کے ماں باپ اور دوسرے اردگرد لوگ جو اکٹھے ہوتے تھے ان کی محبت بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔ پھر اس بچے کو اس لئے وہ پیار کرتے تھے کہ تم خلیفہ وقت سے چمٹ کے اور اس سے پیار لے کر آئے ہو۔ یہ سب باتیں احمدیت کی سچائی کی دلیل ہیں۔ اگر کسی کی نظر ہو دیکھنے کی تبھی دیکھ سکتا ہے۔ چند لوگ اگر مرتد ہوتے ہیں یا منافقانہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ایک بدفطرت اگر جاتا ہے تو جائے، اچھا ہے خس کم جہاں پاک۔ وہ اپنے بدانجام کی طرف قدم بڑھا رہا ہے وہی اس کا انجام مقدر تھا جس کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن جب اس کے مقابل پر ایک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سینکڑوں سعید روحوں کو احمدیت میں داخل کرتا ہے۔ یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور ان شاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 336 تا 354)

تیرا انعام ہے یا ربّ یہ خلافت کی قبا

نورِ ایمان سے دنیا میں سویرا کر دے
دورِ مسرور میں یا ربّ یہ کرشمہ کر دے

وہ جسے تو نے چُنا دیں کی امامت کے لئے
اس کی تدبیر کو تقدیر سے یکجا کر دے

جس سے وابستہ ہے اسلام کی عظمت مولیٰ
اس کی عظمت کو نشانوں سے ہویدا کر دے

جس کے ہر کام میں ہے نصرتِ باری کی جھلک
اس کے قدموں کو تو ہمدوشِ ثریا کر دے

جس کے سینہ میں ہو نورِ سماوی کا نزول
اس کے انوار سے ہر دل میں اجالا کر دے

تُو چُنے جس کو وہ بن جاتا ہے محبوبِ جہاں
اپنے پیارے کو ہر اک آنکھ کا تارا کر دے

تو ہے جب ساتھ تو پھر ساتھ ہے سارا عالم
ساری دنیا پہ تو ظاہر یہ نظارہ کر دے

روزِ روشن میں بھی جن آنکھوں میں کچھ نور نہیں
اپنی رحمت سے خدایا انہیں بینا کر دے

تیرا انعام ہے یا ربّ یہ خلافت کی قبا
تُو جسے چاہے عطا خلعتِ زیبا کر دے

انتخاب اپنا تو ہے تیری رضا کا مظہر
کور چشموں پہ بھی یہ نکتہ ہویدا کر دے

(مولانا عطاء المجیب راشد صاحب)

مرتبہ: اویس احمد نوید مربی سلسلہ

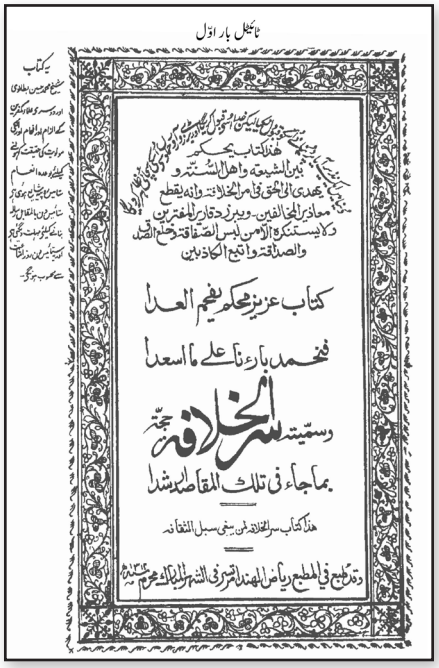
طبع اوّل

یہ کتاب

هٰذا کتاب یحکم

کتاب عزیز محکم یفہم العدا

فنحمد باریٔنا علی ما اسعدا

وسمّیتہ سرّ الخلافۃ حجّۃ

بما جاء فی تلک المقاصد رشدا

هذا کتاب سرّ الخلافۃ لمن یبغی سبیل المغفرۃ

وقد طبع فی المطبع ریاض الهند امرتسر فی الشهر المبارک محرم

سرّ الخلافۃ

اس کتاب کا ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی اور مکرم انتصار احمد تنویر صاحب کے حصہ میں آئی، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

سِرّ الخلافۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی تصنیف ہے جو جولائی 1894ء میں مطبع ریاض ہند امرتسر سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب 115 صفحات پر مشتمل ہے اور روحانی خزائن جلد 8 میں موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس کتاب میں مسئلہ خلافت پر سیر کن بحث کی ہے اور دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ نظام خلافت جس ترتیب سے واقع ہوا وہی صحیح اور حق ہے۔ آپؑ نے ہر چہار خلفائے راشدین کی انفرادی بزرگی اور کمالات کو بیان کرتے ہوئے ثابت کیا کہ مسئلہ خلافت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مقام بہت بلند ہے اور آیت استخلاف کا ایک ایک لفظ کامل طور پر آپ پر صادق آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’بخدا آپ اسلام کے لئے آدم ثانی اور خیر الانام (محمد ﷺ) کے انوار کے مظہر اوّل تھے۔ آپ نبی تو نہ تھے مگر آپ میں رسولوں کے قویٰ موجود تھے۔ آپؓ کے اس صدق کی وجہ سے ہی چمن اسلام اپنی پوری رعنائیوں کی طرف لوٹ آیا۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان فتن کا ذکر بھی فرمایا جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نہایت قوت و استقلال کے ساتھ نہ صرف ان فتن کو دور کیا بلکہ اسلام کو ایک نئی زندگی عطا ہوئی۔ اسی سلسلہ میں تبرّہ بازی کی شناعت کو آپؑ نے قرآن مجید کی روشنی میں بڑی تفصیل سے واضح کیا کہ قرآن کریم اس قسم کے الفاظ کا استعمال منع فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر شیعہ صاحبان کی طرف سے لگائے جانے والے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جوابات بھی دیئے ہیں۔ نیز فضائل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک فصیح و بلیغ قصیدہ بھی لکھا ہے جس کا پہلا شعر درج ذیل ہے۔

اِنَّ الصَّحَابَۃَ کُلَّھُمْ کَذُکَاءِ

قَدْ نَوَّرُوْا وَجْہَ الْوَرٰی بِضِیَاءِ

ترجمہ: یقیناً صحابہ سب کے سب سورج کی مانند ہیں۔ انہوں نے مخلوقات کا چہرہ اپنی روشنی سے منور کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس کتاب میں عقیدۂ ظہور مہدی کا ذکر کر کے اپنے دعویٔ مہدویت پر بھی بحث کی ہے۔ اس کتاب کے عربی زبان میں لکھنے کا ایک مقصد حضورؑ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ:

’’یہ کتاب شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے علماء مکفرین کے الزام اور اقحام اور ان کی مولویّت کی حقیقت کھولنے کے لئے بوعدۂ انعام ستائیس روپیہ شائع ہوئی ہے۔ ستائیس دن بالمقابل رسالہ بنانے کے لئے مہلت دی گئی ہے اور یہ ستائیس دن روز اشاعت سے محسوب ہوں گے۔‘‘

(سرورق سرّ الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 315)

تاہم کسی کو بھی مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی اور مخالفین نے اپنی خاموشی سے عاجز ہونا ثابت کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی زبان کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور نشان دیا گیا تھا اور آپ نے جس قدر کتب عربی زبان میں لکھیں وہ تائید الٰہی سے لکھیں چنانچہ اس حوالہ سے سرّ الخلافہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائید الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ میں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ تو ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں‘‘۔

(سرالخلافہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 416-415)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تصنیف نے شیعہ مذہب کے مشہور عالم اور زبان فارسی کے فقید المثال شاعر مولانا عبید اللہ بسمل صاحب پر بجلی کی طرح اثر کیا اور ان کے خیالات کی دنیا ایک ہی دن میں یکسر تبدیل کر ڈالی۔ آپ کو سرالخلافہ پڑھتے ہوئے رات کو سیدنا حضرت امام حسینؓ کی زیارت ہوئی اور دیکھا کہ سید الشہداء ایک بلند مقام پر رونق افروز ہیں اور فرما رہے ہیں کہ مرزا صاحب کو خبر کرو کہ میں آ گیا ہوں چنانچہ مولانا بسمل صاحب دوسرے ہی دن حاضر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو گئے۔

ہمارے شام وسحر کا کیا حال پوچھتے ہو

حضور کی مصروفیات حضور کی زبانی

زیرنظر مضمون میں محترم مولانا منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری نے مختلف مواقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصروفیات کے بارے میں پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات مرتب کئے ہیں۔

☆ ایک سوال کہ حضور آپ Relax کیسے ہوتے ہیں کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمایا:

Now I am relaxing. See, when I see you, I meet you, I relaxed[1].

☆ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مرتبہ ایک کلاس میں خطوط کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

بات یہ ہے کہ اگر دوران سال آپ کا صرف ایک ہی خط مجھے ملے تو میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنا فضل فرمائے جس نے مجھے یہ خط لکھا اور بعض وہ افراد جو مجھے باقاعدگی سے مہینہ میں ایک مرتبہ خط لکھتے ہیں۔ ان افراد کے ساتھ ایک ذاتی رابطہ قائم رہتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ انسانی فطرت میں بات داخل ہے اور میں بھی انسان ہی ہوں تو انسانی فطرت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے مختلف احساسات ہوتے ہیں۔ بہرحال خواہ آپ سال کے دوران ایک مرتبہ لکھیں یا مہینہ میں ایک مرتبہ لکھیں میں ان لوگوں کے لیے دعا کرتا ہوں جو مجھے لکھتے ہیں۔ بلکہ ان کے لیے بھی جو مجھے نہیں لکھتے۔ لیکن وہ جن کو میں اچھی طرح جانتا ہوں ان کے ساتھ ایک ذاتی رابطہ ہے۔ اور ان کے لیے ذاتی احساسات اور جذبات ہیں تو جب آپ اپنے دوست کا یا بھائی کا یا اپنے عزیز کا کوئی خط موصول کرتے ہیں تو اسی طرح میرے بھی جذبات ہوتے ہیں[2]۔

☆ واقفات نَو (یوکے) کی کلاس میں سوال ہوا کہ جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ، اجتماع اور بڑی Gathering پر تشریف لاتے ہیں اور ہم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور Excited ہو کر ہاتھ ہلا رہے ہوتے ہیں اس وقت آپ کو کیسا Feel ہوتا ہے؟

تم خوش ہوتے ہو تو میں بھی خوش ہو جاتا ہوں۔ میں بھی تمہیں ہاتھ ہلا دیتا ہوں۔ بس! جو تمہیں Feel ہو رہا ہوتا ہے وہی مجھے Feel ہو رہا ہوتا ہے۔ لوگ اچھے بیٹھے ہیں احمدی اچھے بیٹھے ہیں، مخلص احمدی بیٹھے ہیں، پیار کرنے والے احمدی بیٹھے ہیں، خلافت کے وفادار احمدی بیٹھے ہیں۔ یہ Feel ہو رہا ہوتا ہے[3]۔

☆ آسٹریلیا کے ایک خادم نے سوال کیا کہ آپ جماعت کے کام اور دفتر میں مصروف ہوتے ہیں تو آپ اپنے گھر والوں کے لیے کیسے ٹائم نکالتے ہیں؟

☆ جواب میں فرمایا جب میں کھانے پہ بیٹھتا ہوں اس وقت میرے گھر والے آجاتے ہیں ساتھ اور وہیں ہم باتیں

1- This Week With Huzoor 1st February 2019

2- This Week With Huzoor Annual Highlights 2022

3- This Week With Huzoor 20th May 2022

کر لیتے ہیں۔ وہیں باتیں ہو جاتی ہیں گھریلو باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ اور دوسری باتیں بھی ہو جاتی ہیں کوئی تربیت کی باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ کوئی علمی باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ اور وہی سب سے بہترین وقت ہوتا ہے[4]۔

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بیلجیم کی ایک خاتون نے سوال کیا کہ جب آپ کو جیل میں ڈالا گیا تھا تب بھی آپ بہت پُرسکون تھے آپ کو اس آزمائش میں طاقت کیسے ملی تھی؟

بس مل گئی اللہ تعالیٰ نے دے دی پتہ تھا کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر جا رہے ہیں تو پھر پرواہ کیا ہے۔ جب کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خاطر انسان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے معاملہ۔ بس اللہ تعالیٰ نے خود ہی طاقت بھی دے دی اور چھڑوا بھی لیا تھا ہم نے تو کچھ نہیں کیا تھا۔ جیل سے بہرحال نکل گئے تھے[5]۔

☆ امریکہ کے ایک وقف نَو خادم نے سوال کیا کہ جب ہم حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یا خلیفہ وقت کے لیے دعا کرتے ہیں تو حضور کیا پسند فرمائیں گے کہ ہم کیا دعا کریں؟

آپ کو یہ دعا کرنی چاہیے ہ اللہ تعالیٰ خلیفہ وقت کو اس کے فرائض کی ادائیگی میں نصرت فرمائے۔ اور جو خدا تعالیٰ نے خلیفہ وقت کے کندھوں پر جن ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا ہے وہ پوری طرح سے ادا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے قوت دے۔ اللہ اسے صحت عطاء فرمائے تا کہ وہ اسلام اور احمدیت کی خاطر صحیح طرح سے خدمت کر سکے۔ اور خلیفہ وقت کے ذہن میں جو بھی منصوبے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے کم وقت میں اور بہترین طریق پر مکمل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اسے مددگار بھی عطاء کرے یعنی سلطان نصیر تا کہ مددگاروں کی ایک ٹیم خلیفہ وقت کی مدد کر سکے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خلیفہ وقت کے سلطان نصیر میں شامل کرے۔ تا کہ وقف نو کی حیثیت سے ہم خلیفہ وقت کی اس کے منصوبوں، خواہشوں اور تدابیر کی تکمیل میں مدد کرتے ہوئے اپنے فرائض کی ادائیگی کر سکیں[6]۔

☆ واقفہ نَو امریکہ نے سوال کیا کہ حضور روزانہ کون سے ایسے کام کرتے ہیں جن سے آپ اپنی صحت کا خیال رکھتے ہیں؟

ماضی میں ورزش کرتا تھا لیکن اب نہیں کرتا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں اپنی صحت کا خیال رکھنے کے لیے یا اپنی صحت کی بہتری کے لیے کوئی بھی احتیاطی تدابیر لیتا ہوں۔ صبح سے شام کام ہوتا ہے اس لیے مجھے ورزش یا کوئی اور کام کرنے کا وقت نہیں ملتا[7]۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک جرمنی سے اسلام آباد یو کے آنے والے لجنہ و ناصرات کے وفد میں سے ایک نے سوال کیا کہ حضور جب آپ خوش ہوتے ہیں یا پریشان ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں؟

خوش ہوتے ہیں تب بھی وہی کرتے ہیں پریشان ہوتے ہیں تب بھی وہی کرتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں اللہ کا شکر کرتے ہیں پریشان ہوتے ہیں اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔ ٹھیک، بس اس کے علاوہ ہمارے پاس ہے کیا[8]؟

حضور انور: کم از کم ایک فائدہ جو مجھے ان آن لائن ملاقاتوں کا ہوا ہے یہ ہے کہ میں آپ کے چہرے دیکھ سکتا ہوں۔ میں دیکھ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنے ایمان و ایقان میں کس قدر مضبوط اور غیر متزلزل ہیں۔ میں ان کے چہروں پر خلافت کی محبت دیکھ سکتا ہوں۔ جیسا کہ میں آپ کے چہرے پر دیکھ رہا ہوں۔ تو یہ فائدہ ہے جو میں بھی ان آنلائن ملاقاتوں سے اٹھا رہا ہوں[9]۔

☆ ایک طفل نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضور انور جلد گیمبیا تشریف لائیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

اچھا، پھر اس کے لیے دعا کرو۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد سے جلد گیمبیا کا دورہ کرنے کی توفیق دے۔ میں بھی گیمبیا کا دورہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں نہیں بتا سکتا کہ تم میرے دورہ کے لیے زیادہ مشتاق ہو یا میں۔ ہم دونوں کو دعا کرنی چاہیے۔ جب اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول کرے گا تو میں گیمبیا کا دورہ کروں گا، ان شاء اللہ۔ اور وہاں تم سے بھی ذاتی ملاقات کروں گا[10]۔

تم بھی اے کاش کبھی دیکھتے سنتے اس کو

نوروں نہلائے ہوئے قامتِ گلزار کے پاس
اک عجب چھاؤں میں ہم بیٹھے رہے یار کے پاس

اس کی ایک ایک نگہ دل پہ پڑی ایسی کہ بس
عرض کرنے کو نہ تھا کچھ لبِ اظہار کے پاس

یوں ہم آغوش ہوا مجھ سے کہ سب ٹوٹ گئے
جتنے بھی بُت تھے صنم خانۂ پندار کے پاس

تم بھی اے کاش کبھی دیکھتے سنتے اس کو
آسماں کی ہے زباں یارِ طرح دار کے پاس

یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے
چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

یوں ہی دیدار سے بھرتا رہے یہ کاسۂ دل
یونہی لاتا رہے مولا ہمیں سرکار کے پاس

پھر اسے سایۂ دیوار نے اٹھنے نہ دیا
آ کے اک بار جو بیٹھا تری دیوار کے پاس

تجھ میں اک ایسی کشش ہے کہ بقولِ غالب
خود بخود پہنچے ہے گُل گوشۂ دستار کے پاس

ترا سایہ رہے سر پر تو کسی حشر کی دھوپ
سرد پڑ جائے جو آئے بھی گنہگار کے پاس

تُو اگر خوش ہے یہاں مجھ سے تو پھر حشر کے دن
ایک تیری ہی شفاعت ہو گنہگار کے پاس

عبید اللہ علیم

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اٹلی کے ایک خادم نے سوال کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے کونسی دعا کثرت سے کرتے ہیں؟

وہ ساری دعائیں ہیں جماعت کی ترقی کی دعائیں ہیں کثرت سے ہونی چاہئیں درود پڑھیں اللہ تعالیٰ سے دعا

4- This Week With Huzoor 24th June 2022
5- This Week With Huzoor 16th December 2022
6- This Week With Huzoor USA 2022 Tour Special Part 2
7- This Week With Huzoor 3rd June 2022
8- This Week with Huzoor 17th May 2024
9- This Week With Huzoor 4th June 2021
10- This Week With Huzoor 4th June 2021

کریں ذکر الٰہی کریں جو مختلف موقعوں پر مختلف دنوں میں مختلف دعائیں یاد آجاتی ہیں تو اسی دن پھر آدمی وہی پڑھتا رہتا ہے۔ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ خود ہی تحریک پیدا کر دیتا ہے۔ یہ دعا کرو یا زبان پر جاری ہو جاتی ہیں۔ تو بہر حال بنیادی طور پر یہی ہے کہ جماعت کی ترقی کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں ویسے بھی اصول یہی ہے کہ آپ پہلے اپنے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مضبوط ایمان دے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے جماعت سے اٹیچ (Attach) رکھے اور اپنی بیعت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے خلافت سے وفا کا تعلق رکھنے کی توفیق دے۔ پھر اپنے گھر والوں کے لیے اپنے بچوں کے لیے دعا کریں۔ ان کو بھی دین سے جوڑے رکھے اور ہمیشہ وہ دین کے خادم بنے رہیں۔ اور وفا سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہوں۔ جماعت سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ اپنے معاشی حالات کے لیے بھی دعا کریں۔ دنیا کی بہتری کے لیے بھی دعا کریں۔ تو بہت ساری دعائیں پھر آہستہ آہستہ اس طرح سجدوں میں دعا کرو۔ تو نمازیں ویسے ہی لمبی ہو جائیں گی۔ آپ کو نمازیں پڑھنے کا بھی مزہ آئے گا پھر۔ اور جو سٹوڈنٹ ہیں وہ اپنی پڑھائی کے لیے بھی دعا کریں[11]۔

☆ خلافت سے تعلق پیدا کرنے کے طریق کے متعلق سوال کیا گیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دعا کیا کرو اللہ تعالیٰ سے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو خلافت سے تعلق پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دوسرے جو خلیفہ وقت کہتا ہے اس کی باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نہیں ہے کہ جو مرضی کی باتیں ہوئیں ان پر عمل کر لیا، جو مرضی کی باتیں نہ ہوئیں ان کو کہہ دیا نہیں نہیں نہیں یہ تو اس طرح نہیں اس طرح ہونا چاہیے یا اس کی تاویلیں پیش کرنے لگ جائیں اس کی تشریحیں کرنے لگ جاؤ[12]۔

☆ فن لینڈ کے ایک خادم نے جماعت پر ہونے والی سختیوں سے چھٹکارے کے متعلق سوال کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک دفعہ میں نے دعا کی کب چھٹکارا ملے گا تو مجھے تو یہی بتایا اللہ میاں نے کہ اگر ساری جماعت تین دن یونس کی قوم کی طرح آہ وزاری کرنے لگ جائے ہر ایک بچہ بڑا بوڑھا جوان اللہ تعالیٰ کے آگے چِلّائے گا تو تین دن میں مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہمارا قصور ہے۔ ایک دو کی دعاؤں سے کام نہیں ہونا۔ ہاں آہستہ آہستہ دعاؤں سے ہو گا، مسائل حل ہوتے ہیں[13]۔

جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائیٹ کا افتتاح فرمایا

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے فن لینڈ کے ایک خادم نے اپنی پریشانیوں کا متعلق سوال کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ:

''اور نہ پریشان ہو بہت ہی جذباتی کیفیت ہوتی ہے تو مجھے خط لکھ دیا کریں پھر میں آپ کو بتا دوں گا کہ اس حال میں کیا کرنا ہے۔''

☆ ایک دوست نے دنیا کے عمومی معاشی حالات اور عالمی جنگ کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال کیا کہ حضور پھر Future میں Invest کہاں پر کریں یا کون سی Direction میں زیادہ۔

حضور انور: اچھا! لکڑی خرید لو تا کہ گیس ختم ہو جائے تو بالن جلا سکو۔ اور کیا کرو۔ سائیکل چلانا سیکھیں۔ Riding کرنی آنی چاہیئے۔ باقی یہ Investment کے لئے تو جب کہیں جا کر بیٹھے گی جگہ۔ ایک جگہ Settle ہوں گے حالات۔ تب پتہ لگے گا ناں کس چیز کی کیا ضرورت ہے۔ سب سے پہلے تو کھانے پینے کی ضرورت ہو گی۔ اور نئی Development جو ہو گی۔ سارے Infrastructure کو Rehabilitate کرنا پڑے گا۔ تو اس کے لئے اس وقت ضرورت ہو گی Real Estate کا انجینئر آئے گا۔ سول انجینئر چاہیئے ہوں گے اور دوسری چیزیں بھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد خدیجہ برلن کے صحن میں بچوں کو چاکلیٹ عطا فرماتے ہوئے (23 اکتوبر 2019ء)

11- This Week with Huzoor 9th December 2022
12- This Week with Huzoor 27th January 2023
13- This Week with Huzoor 17th February 2023

دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصوّر میں مَیں نہ پہنچتا ہوں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرانکفرٹ، جرمنی کے ایک ہال میں خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا:

''مَیں یہاں ہر احمدی اور ہر نئے آنے والے اور ہر نوجوان پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امامت اور خلافت اور ڈکٹیٹرشپ میں بڑا فرق ہے۔ خلافت زمانے کے امام کو ماننے کے بعد قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم ہوئی ہے اور ہر ماننے والا یہ عہد کرتا ہے کہ ہم خلافت کے نظام کو جاری رکھیں گے۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ جب اپنی خوشی سے دین کو مان لیا تو پھر دین کے قیام کے لئے اس عہد کو نبھانا بھی ضروری ہے جو خلافت کے قیام کے لئے ایک احمدی کرتا ہے اور جو قومی یکجہتی کے لئے، وحدت کے لئے ضروری ہے۔ خلافت کی اطاعت کے عہد کو اس لئے نبھانا ہے کہ ایک امام کی سرکردگی میں خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا کے دلوں میں بٹھانے کی مشترکہ کوشش کرنی ہے۔ دوسرے مسلمان جو ہیں وہ بغیر امام کے ہیں اور جماعت احمدیہ کی کوششیں جو ہیں وہ خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں۔ یہ سب کوششیں جو خلافت سے وابستہ ہو کر ہو رہی ہیں ان کی کامیابی کے نتائج بتا رہے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ (حقیقی تعلیم دوسرے مسلمانوں کے پاس بھی ہے لیکن اسلام کی حقیقی تعلیم کے ساتھ) ان نتائج کا حصول، کامیابی کا حصول خلافت کی لڑی میں پروئے جانے کی وجہ سے ہے۔

پھر خلافت کا مقصد حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھرپور توجہ دینا ہے۔... کون سا ڈکٹیٹر ہے جو اپنے ملک کی رعایا سے ذاتی تعلق بھی رکھتا ہو۔ خلیفۂ وقت کا تو دنیا میں پھیلے ہوئے ہر قوم اور ہر نسل کے احمدی سے ذاتی تعلق ہے۔ ان کے ذاتی خطوط آتے ہیں جن میں ان کے ذاتی معاملات کا ذکر ہوتا ہے۔ ان روزانہ کے خطوط کو ہی اگر دیکھیں تو دنیا والوں کے لئے ایک یہ ناقابل یقین بات ہے۔ یہ خلافت ہی ہے جو دنیا میں بسنے والے ہر احمدی کی تکلیف پر توجہ دیتی ہے۔ ان کے لئے خلیفۂ وقت دعا کرتا ہے۔

کون سا دنیاوی لیڈر ہے جو بیماروں کے لئے دعائیں بھی کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جو اپنی قوم کی بچیوں کے رشتوں کے لئے بے چین اور ان کے لئے دعا کرتا ہو۔ کون سا لیڈر ہے جس کو بچوں کی تعلیم کی فکر ہو۔ حکومت بیشک تعلیمی ادارے بھی کھولتی ہے۔ صحت کے ادارے بھی کھولتی ہے۔ تعلیم تو مہیا کرتی ہے لیکن بچوں کی تعلیم جو اس دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی فکر صرف آج خلیفۂ وقت کو ہے۔ جماعت احمدیہ کے افراد ہی وہ خوش قسمت ہیں جن کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے کہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ ان کی صحت کی فکر خلیفۂ وقت کو رہتی ہے۔ رشتے کے مسائل ہیں۔ غرض کہ کوئی مسئلہ بھی دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا چاہے وہ ذاتی ہو یا جماعتی ایسا نہیں جس پر خلیفۂ وقت کی نظر نہ ہو اور اس کے حل کے لئے وہ عملی کوشش کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا نہ ہو۔ اس سے دعائیں نہ مانگتا ہو۔ مَیں بھی اور میرے سے پہلے خلفاء بھی یہی کچھ کرتے رہے۔

مَیں نے ایک خاکہ کھینچا ہے بے شمار کاموں کا جو خلیفہ وقت کے سپرد خدا تعالیٰ نے کئے ہیں اور انہیں اس نے کرنا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک نہیں جہاں رات سونے سے پہلے چشم تصور میں مَیں نہ پہنچتا ہوں اور ان کے لئے سوتے وقت بھی اور جاگتے وقت بھی دعا نہ ہو۔ یہ مَیں باتیں اس لئے نہیں بتا رہا کہ کوئی احسان ہے۔ یہ میرا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اس سے بڑھ کر مَیں فرض ادا کرنے والا بنوں۔ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خلافت اور دنیاوی لیڈروں کا موازنہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ویسے ہی غلط ہے۔ بعض دفعہ دنیاوی لیڈروں سے باتوں میں جب مَیں صرف ان کو روزانہ کی ڈاک کا ہی ذکر کرتا ہوں کہ اتنے خطوط مَیں دیکھتا ہوں لوگوں کے ذاتی بھی اور دفتری بھی تو حیران ہوتے ہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ پس کسی موازنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 2014ء)

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روزانہ معمولات کا مختصر خاکہ

زیرِنظر مضمون حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم مولانا منیر احمد جاوید صاحب کے ایک انٹرویو کی تحریری شکل ہے۔ یہ انٹرویو جلسہ سالانہ (یوکے) 2015ء کے موقع پر ایم ٹی اے پر نشر ہوا تھا۔ جسے مکرم محمد انیس دیا لگڑھی صاحب اور مکرم طارق محمود صاحب نے مرتّب کیا اور محترم مولانا موصوف نے اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس میں بعض اضافے بھی کئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ مضمون قارئین کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوگا اور جذبۂ عشق و محبّت سے سرشار ہوکر پیارے آقا کے لئے بے اختیار دعائیں کرنے کا موجب ہوگا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کے بارہ میں بہت سے افراد سوال کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کو حضورِانور کی مصروفیات کا اندازہ ہی نہیں ہوتا اور دوسرے وہ لوگ جن کو کسی حد تک تو اندازہ ہے مگر وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ حضورِانور یہ ذمہ داریاں کیسے ادا کر پاتے ہیں جبکہ ایک عام انسان کے بس کی بات نہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خلافت کی ذمہ داری ادا کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں۔ خدا یہ توفیق بھی اُسی کو دیتا ہے جس کو وہ خود چنتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اُسی کو چنتا ہے جو اُس کی نظر میں یہ ذمہ داریاں نبھانے کے قابل ہوتا ہے۔

جن لوگوں کو یہ سعادت نصیب ہے کہ وہ حضورِانور کے قرب میں اور براہِ راست حضور کے مقدس سائے تلے کام کرتے ہیں وہ بھی حضورِانور کی تمام مصروفیات کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ دفتری مصروفیات تو ہماری نظر میں ہوتی ہیں جن کا کسی حد تک ذکر کرنے کی کوشش کروں گا مگر بہت سی ذاتی مصروفیات ایسی ہیں جن کو ہم بھی دیکھ نہیں پاتے۔ جن میں پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ تہجد و نوافل کی ادائیگی، گھریلو مصروفیات اور ذوی القربیٰ کے حقوق شامل ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے ساتھ رازونیاز کی باتیں، مریضوں، پریشانیوں میں مبتلا اور دکھ درد کے ماروں کے لئے دعا، مسلمانوں کی حالتِ زار پر فریاد و مناجات، فجر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن، ناشتہ اور پھر دفتر تشریف لے آنا۔

حضورِانور دفتر کے مقررہ اوقات سے قبل ہی دفتر تشریف لے آتے ہیں اور پھر سارا دن مختلف قسم کی ملاقاتوں اور خطوط کے پڑھنے اور ان کے جوابات دینے یا لکھوانے میں صرف ہوتا ہے۔ دفتری رپورٹس پڑھنی اور ان پر ہدایات دینی یہ تو روز کا معمول ہے۔ جہاں تک روزانہ کی ڈاک کا تعلّق ہے شاید بعض لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ پندرہ بیس خطوط آجاتے ہوں گے جبکہ ایسا نہیں ہے، ہمارے دفتر میں تین فیکس مشینیں ہیں جو ہر وقت مصروف رہتی ہیں اور محتاط اندازے کے مطابق اڑھائی سے تین ہزار فیکسز روزانہ موصول ہوتی ہیں۔ پھر ڈاک کے ذریعہ جو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف ممالک کے سرکردہ صحافیوں اور شخصیات سے ملاقاتوں کے مناظر

خطوط آتے ہیں وہ بھی سینکڑوں کی تعداد میں ہوتے ہیں مختلف دفاتر اور ممالک سے رپورٹس یا خطوط ان کے علاوہ ہیں۔ اُن سب کو پڑھنا اور پھر تفصیل سے ہدایات دینا اور یہ ساری ڈاک اتنی جلدی ملاحظہ فرماتے ہیں کہ کئی ممالک کے امراء اور مربیان حیرانی سے پوچھتے کہ ابھی کل ہی لکھا تھا اور آج جواب بھی آ گیا، یہ کیسے ممکن ہے؟ حضرت صاحب ان سب کو محض سرسری طور پر نہیں بلکہ گہرائی سے پڑھ کر اپنے دستِ مبارک سے اس پر نوٹ تحریر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ توفیق یہ استطاعت اور استعداد عطا فرمائی ہے کہ ہر بات اور ہر نکتہ پر گہری نظر ہوتی ہے، ساری ڈاک کا یہی حال ہے۔ حضور انور ساری ڈاک خود ملاحظہ فرماتے ہیں اور یہ بات ذاتی مشاہدے کی بنا پر کہتا ہوں کہ حضور انور ساری ڈاک سے خود گزرتے ہیں اور کوئی نکتہ نظر سے اوجھل نہیں رہتا۔ اور جب جواب لکھا جاتا ہے تو حضور انور پڑھ کر اس پر اپنے دستخط فرماتے ہیں اور عموماً سارے خطوط حضرت صاحب کے دستخطوں سے ہی جاتے ہیں۔ یہ جوابات حضور انور کی تحریر فرمودہ ہدایات کے مطابق ہی لکھے جاتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو بار بار دعا کی درخواست کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ حضور ہم نے اپنے بچوں کے لئے دعا کی درخواست کی تھی کئی بار ایسا ہوا کہ حضور نے فرمایا کہ اب ان شاء اللہ یہ کام ہو جائے گا تو اچانک ان کو ہر کام میں کامیابی ہونے لگتی۔ کسی کا بچہ پاس ہو جاتا ہے، کسی کو ملازمت مل جاتی ہے، کسی کو اولاد کی نعمت عطا ہوتی ہے تو کسی کا اسائلم رُکا ہوا تھا تو اچانک خط آ گیا کہ آپ آ کر ویزا لے جائیں۔ غرض جو کام برسوں سے رُکے ہوئے تھے اچانک ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ حضور انور کے لبِ مبارک سے نکلی ہوئی بات اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پوری کر دیتا ہے اور لوگ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کو خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور ان کا خلافت سے تعلق مزید مضبوط ہوتا ہے۔

دفتری ڈاک تو روزانہ کی بنیاد پر پیش ہوتی ہے حتی کہ جلسہ کے دنوں میں بھی ملاحظہ فرماتے ہیں اور دوسری ڈاک پھر جلسہ کے فوراً بعد دیکھ لیتے ہیں۔ یہاں ایک قابل ذکر بات بیان کرتا ہوں کہ چند ماہ قبل حضرت صاحب دورے سے واپس آئے تو کافی ڈاک اکٹھی ہو چکی تھی۔ جو اہم ڈاک ہے وہ تو حضور کو وہیں ارسال کر دی جاتی ہے جہاں حضور انور تشریف فرما ہوں۔ بہرحال دورے سے واپسی پر خاکسار نے بقیہ ڈاک حضرت صاحب کی میز پر رکھی تو سارا میز بھر گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ اب چند دن لگیں گے اس ڈاک کے ڈھیر کو دیکھنے میں، لیکن میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور آپ بھی سن کر حیران رہ جائیں گے کہ اگلے دن دوپہر تک ساری ڈاک حضور انور نے ملاحظہ فرما لی تھی۔ اس قدر تیزی سے کام کرنے کے باوجود کوئی بات نظر سے اوجھل نہیں رہی تھی۔ خط کے اطراف یا کونے پر بھی اگر کچھ لکھا تھا تو اسے بھی ملاحظہ فرما لیا ہوا تھا اور پھر تفصیل سے ہدایات بھی تھیں۔ ہمیں اس ساری ڈاک کو سمیٹنے، اس پر کارروائی کرنے اور جوابات لکھنے میں زیادہ وقت لگ جاتا ہے جبکہ حضرت صاحب لمبی چوڑی رپورٹیں اور خطوط پڑھ کر اُس پر نوٹ دینے میں اتنا وقت نہیں لگاتے۔ یہ بات یقیناً الٰہی تصرف اور تائید کے بغیر ممکن نہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ کسی نے خط لکھا اور پھر کئی ماہ بعد ملاقات پر آئے اور عرض کیا کہ حضور ہم نے آپ کی خدمت میں خط لکھا تھا تو حضور اس خط کے مندرجات اور ساری تفصیل اُن کے سامنے یوں بیان فرما دیتے ہیں جیسے خط سامنے پڑا ہو اور حضور اُس کو پڑھ کر سنا رہے ہوں، لوگ حیران ہو جاتے ہیں سینکڑوں ہزاروں خطوط ملاحظہ کرنے کے بعد کسی خط کی تفصیل کیسے ذہن میں رہ سکتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ایک خاتون نے اپنے گھریلو مسائل لکھے اور زمین کے جھگڑے کا ذکر بھی کیا اور یہ بھی کہ عدالتوں میں کیس چل رہے ہیں تو حضور نے اس سارے جھگڑے کی تفصیل ان کو بتا کر فرمایا کہ یہی معاملہ ہے نا؟ اس پر وہ حیران رہ گئیں کہ حضور کو کیسے تفصیل سے سب کچھ یاد ہے۔

اب مَیں حضور انور سے ملاقاتوں کا کچھ تذکرہ کرتا ہوں۔ ملاقاتوں کی کئی اقسام ہیں، دفتری ملاقاتیں، وفود کی ملاقاتیں، انفرادی ملاقاتیں اور اب آن لائن ملاقاتوں کا سلسلہ بھی چل نکلا ہے جو نہایت مفید اور جماعتی ترقی کا

آئینہ دار ہے۔ پہلے تو جماعتی عہدیداران کو ہدایات لینے یو کے آنا پڑتا تھا یا انتظار کرنا پڑتا تھا کہ حضور انور ہمارے ملک تشریف لائیں تو دیدار بھی ہو اور رہنمائی بھی ملے۔ لیکن اب آنلائن ملاقاتوں سے جماعت کا خلافت سے رابطہ کا ایک نیا راستہ کھل گیا ہے۔

ہر ملاقات کا اپنا اپنا لطف، رنگ اور انداز ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو ملاقات میں عرض کرنے کے لئے بہت کچھ سوچ کر گھر سے نکلتے ہیں مگر حضور انور کے خداداد رعب کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں پاتے بعض تو عملاً بدحواس بھی ہو جاتے ہیں اور ایسے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں جو مناسب نہیں ہوتے مثلاً حضور میں نے فرمانا تھا یا یہ کہ ہم کل ہی تشریف لائے ہیں۔ دراصل وہ حضور انور کی تعظیم و تکریم میں ایسے الفاظ استعمال کرنا چاہتے ہیں مگر جذباتی کیفیت میں معاملہ الٹ جاتا ہے۔ حضور انور بھی اس صورتحال کا لطف اٹھاتے اور دل آویز مسکراہٹ سے نوازتے ہیں۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ملاقات کرنے والے اصل غرض پیش کرنی بھول گئے مگر حضور انور نے خود ہی دریافت فرمایا کہ آپ کے فلاں معاملہ کا کیا بنا؟ یا بچوں کے رشتوں کے بارے میں دریافت فرما لیتے ہیں۔ اس طرح انہیں خیال آجاتا ہے کہ ہم نے یہ بھی عرض کرنا تھا اور وہ حیران بھی ہوتے ہیں کہ حضور انور نے ہمارے دل کی بات کیسے بوجھ لی۔

بعض لوگ چِٹ لکھ کر لاتے ہیں تا کہ وہ عرض کرنے والی باتیں بھول نہ جائیں لیکن بسا اوقات انہیں چِٹ دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کہ حضور خود ہی ان امور کے بارے میں دریافت فرما لیتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ چِٹ حضور انور کے میز پر ہی بھول جاتے ہیں اور جاتے وقت حضرت صاحب انہیں بلا کر فرماتے ہیں کہ اپنی چِٹ تو لیتے جائیں۔ ملاقات کے بعد لوگ نہایت اطمینان، بشاشت اور شکر گزاری کے انداز میں رخصت ہوتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ حضور انور نے ان کے حالات تفصیل سے پوچھے اور سنے، اس کے ساتھ حیران بھی ہوتے ہیں کہ حضور ان کے حالات سے کس قدر تفصیل سے آگاہ ہیں۔ یہ بات ان کے ازدیادِ ایمان کا باعث بھی بنتی ہے۔ دو قسم کے لوگ ان ملاقاتوں میں ہوتے ہیں، ایک ایسے جو اپنی تکالیف، مسائل اور دکھ درد لے کر حاضر ہوتے ہیں کہ یہی وہ مردِ خدا ہے جس کی مشکل کشا کے دَر تک رسائی ہے اور خدا تعالیٰ اس کی دعا سے ہماری مشکلات دور فرمائے گا۔ چنانچہ ایسے لوگ سخت غم و ہم کی حالت میں داخل ہوتے ہیں اور اپنے سارے غم حضور کے آگے رکھ کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیتے ہیں جب کہ حضور کو اس کی تکلیف پہنچتی ہو گی۔ اس ملاقات کے ختم ہوتے ہی دوسرا شخص نہایت ہشاش بشاش حضور انور کی خدمت میں پہنچتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ محض خدا کے فضل سے میری فلاں مشکل حل ہو گئی اور میرا فلاں مسئلہ حل ہو گیا اور خدا نے مجھے یوں اپنے فضل سے نوازا۔ اور یوں یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ کوئی روتا دھوتا پریشان حالت میں آتا ہے اور دوسرا خوش و خرم اور اس کے بعد پھر غم و حزن اور تکلیف بیان کرنے والا آجاتا ہے اور اس طرح ایک ہی دن میں حضور انور کئی قسم کی کیفیات سے گزرتے ہیں اور غم و اَلم اور نشاط و انبساط کی لہروں میں ڈوبتے، اُبھرتے رہتے ہیں۔ کسی دنیا دار کو ایسی کیفیات سے گزرنا پڑے تو نا معلوم اس کی کیا حالت ہو۔

وہ اندھیروں میں عجب اک روشنی کا خواب ہے
وہ اُجالوں میں چراغِ نور لہرانے کا نام

لیکن حضور انور کے چہرے پر ہمہ وقت اطمینان، بشاشت، تازگی اور سکون کی کیفیت طاری رہتی ہے اور اس نعمت کو کوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ یو کے 2021ء کے موقع پر خطاب کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف لاتے ہوئے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام آباد (یو کے) میں احباب جماعت سے ملنے کے لئے تشریف لاتے ہوئے

حضور انور جلسہ سالانہ جرمنی 2023ء کے موقع پر لنگر خانہ کا معائنہ فرماتے ہوئے

چھین نہیں سکتا جو ہمارے مولیٰ نے اپنے اس بندے کو عطا کی ہے۔ مبلغین کی میٹنگ میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے، ایک مبلغ اپنی کامیابیوں کی تفصیل بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری تبلیغ کو کامیاب فرماتے ہوئے پھل عطا فرمائے جبکہ دوسرا مسائل کے انبار سے لدا پہنچتا ہے اور چند لمحے قبل شکر و حمد کے جذبات سے معمور تھے تو اگلے لمحے دوسرے کے غم و الم میں شریک تھے۔ بچوں کے ساتھ حضور انور خاص محبّت و شفقت سے پیش آتے ہیں، ان کی باتیں غور سے سنتے اور محظوظ ہوتے ہیں۔ انہیں چاکلیٹ عطا فرماتے اور ان کے ساتھ تصاویر بھی بنواتے ہیں۔

جلسہ کے دنوں میں مصروفیات کے باوجود ملاقاتیں بند نہیں ہوتیں بلکہ دوگنے سے بھی زیادہ ہو جاتی ہیں مگر حضرت صاحب کے معمول میں کوئی فرق نہیں آتا، حیرانی ہوتی ہے کہ 24 گھنٹوں میں یہ سب کچھ کیسے سما جاتا ہے۔ یہ دراصل دوطرفہ چاہت کے نتیجہ میں ہوتا ہے، دور و دراز سے آئے ہوئے دیوانے اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کو بے تاب ہیں تو آقا بھی ان سے ملنے کو بے قرار ہوتا ہے ؎

دیر کے بعد اے دور کی راہ سے آنے والو! تمہارے قدم کیوں نہ لیں
میری ترسی نگاہیں کہ تھیں منتظر، اک زمانے سے اس کارواں کے لئے

جلسہ کا ذکر شروع ہوا ہے تو یہ ایک الگ باب ہے، جلسے کے موقع پر حضور انور کی مصروفیات کو اگر ایک تیز ہوا یا تیز رَو بہتے دریا سے تشبیہ دیں تو یہ تشبیہ بھی ناقص پڑ جائے۔ عام دنوں میں بھی بہت مصروفیت ہوتی ہے لیکن جلسہ سالانہ کے ایام میں تو مصروفیات کئی گنا بڑھ جاتی ہیں، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے معمول کے سارے کام ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان مصروفیات کو ایک دن میں سمیٹنا ایک عام انسان کے لئے ممکن نہیں لیکن حضرت صاحب اللہ کے فضل سے سب کچھ مکمل کر لیتے ہیں گویا جلسے کا ایک دن کئی دنوں کے برابر ہوتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے جلسہ کے دنوں میں حضرت صاحب ہتھیار بند بہادر جرنیل کی طرح حالت جہاد میں ہوں۔ جلسہ کے کاموں کے ساتھ ساتھ روزانہ کا معمول بھی جاری رہتا ہے، ڈاک اور ملاقاتوں کا سلسلہ بھی۔ ساتھ جلسہ کی تیاریوں کا جائزہ، لحہ لحہ کی رپورٹ اور ہدایات، ہر شعبہ پر گہری اور تفصیلی نظر اور پھر معائنہ۔ مہمانوں کی رہائش اور ضیافت کا خیال، مہمانوں کا حال دریافت کرنا، ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھنا۔ جہاں ٹھہرے ہوئے ہوں، وہاں کے حالات ذاتی طور پر دریافت کرنا، ان کی نگرانی کرنا، اگر کوئی مریض ہے تو اسے دوا بھجوانا۔ اس کے مزاج کے مطابق رہائش اور کھانے کا انتظام کروانا۔ ان سے ان کی ضرورتوں کے بارے میں دریافت کرنا اور انہیں تحفے عنایت فرمانا۔ اس سے بہت سے لوگ جذباتی اور بہت سی آنکھیں یہ سوچ کر نمناک ہو جاتی ہیں کہ ہم ہی اس کے عشق میں سرشار نہیں، وہ ہم سے کہیں زیادہ پیار کرتا ہے۔ اپنے ذاتی مہمانوں کا تو حضور انور ہر لحہ خود خیال رکھتے ہیں اور صرف ناظمین یا کارکنان پر نہیں چھوڑ دیتے۔ یہ سلسلہ جلسے کے اختتام اور مہمانوں کی واپسی کے سفروں تک جاری رہتا ہے۔ ان دنوں میں حضرت صاحب کو جہاں مہمانوں کی سہولتوں کا خیال ہوتا ہے وہاں ان کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہونے کی فکر بھی ہوتی ہے کہ کسی کو کوئی حادثہ نہ پیش آ جائے، کسی کو کوئی اور پریشانی نہ ہو جائے۔ پوچھتے بھی رہتے ہیں کہ فلاں نے جانا تھا چلا گیا خیریت سے پہنچ گیا کہ نہیں، اتنے بجے فلاں کی فلائٹ تھی، انہیں کوئی بروقت ایئر پورٹ لے گیا تھا؟ اب اتنی باریکی سے ہر چیز کا خیال رکھنا اور پھر ہر ایک کے بارے میں رپورٹ لینا، یہ معمولی بات نہیں ہے، بڑے بڑے لیڈر تو ان باتوں کے بارے میں سوچتے بھی نہیں ہوں گے۔

بعض اوقات جلسہ سالانہ کے دوران کسی انتظام میں کسی رکاوٹ کی خبر ملتی ہے تو حضور جیسے ہی موقع ملے خود وہاں پہنچ جاتے ہیں اور مسئلہ کے بارے میں دریافت کر کے رہنمائی فرماتے ہیں، کئی بار ایسا ہوا کہ روٹی پلانٹ میں خرابی کی خبر ملی اور آپ فوراً وہاں پہنچ گئے۔ ایک مرتبہ قافلے شام کو نکل رہے تھے کہ بارش ہو گئی تو وہاں رش پڑ گیا۔ جونہی حضرت صاحب کو پتہ چلا آپ خود وہاں تشریف لے گئے اور جب تک سب لوگ اپنے اپنے واپسی کے سفر پر روانہ نہ ہو گئے وہیں بارش میں حضرت صاحب کھڑے رہے۔ اس موقع پر احباب جماعت میں بھی جوش و خروش پیدا ہوا، نعرے بلند ہونے لگے کہ ایسی حالت میں ان کا امام ان کے ساتھ ہے۔ اس طرح کی روحانی کیفیت سوائے الٰہی جماعتوں کے اور کہیں نظر نہیں آتی۔

جلسہ سالانہ کی مصروفیات میں تقریروں کی تیاری ایک بہت بڑا کام ہوتا ہے۔ جب حضرت صاحب دفتر میں تشریف فرما ہوتے ہیں تو آپ کے ساتھ کام کرنے والے سب کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں، ڈھیروں کتابیں سامنے پڑی ہوتی ہیں اور حضرت صاحب اکیلے ہی جلسہ کی تقاریر تیار کر رہے ہوتے ہیں، جیسے تحقیق کرنے والا ایک طالب علم لائبریری میں بیٹھا ہے۔ حضرت صاحب کس قدر محنت کے ساتھ جلسے کی تقاریر تیار کرتے ہیں اور کس قدر وقت اس پہ صرف ہوتا ہے اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ لوگوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اسلام آباد یوکے میں اپنے دفتر میں تشریف فرما ہیں

نے تو ایک، ڈیڑھ یا دو گھنٹے کی تقریر سُن لی لیکن اکثر لوگوں کو یہ نہیں پتہ ہوتا کہ اس کے لیے حضرت صاحب نے کتنا وقت لگایا ہے تب جاکر وہ ایک سحر انگیز تقریر کی شکل میں ڈھل کر لوگوں کے سامنے آتی ہے اور یہ سب حضرت صاحب کی اپنی ذاتی توجہ، محنت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

خطبہ جمعہ بھی حضرت صاحب اپنے دست مبارک سے خود لکھتے ہیں، اس کے لئے کتابوں سے حوالے تک خود نکالتے ہیں بلکہ بعض اوقات ہم باہر بیٹھے دکھ سا محسوس کرتے ہیں کہ حضرت صاحب ہمیں کیوں نہیں ارشاد فرماتے کہ ہم بھی حوالے نکال دیں اور اس بابرکت کام میں ہم بھی شامل ہو جائیں۔ کئی دفعہ حضرت صاحب سے درخواست کی کہ شفقت فرمائیں ہمیں بھی حوالہ تلاش کرنے کا موقع عطا فرما دیا کریں کہ ہمیں بھی ثواب مل جائے اور اگر کبھی حوالہ نکالنے کا موقع مل بھی جائے تو جو حوالہ ہم نکال کر دیتے ہیں جب تک حضرت صاحب اس حوالے کو خود چیک نہ کر لیں، مضمون میں شامل نہیں فرماتے۔ میں نے دیکھا کہ حوالے میں بعض اوقات غلطی سے کوئی لفظ غلط ٹائپ ہو جاتا ہے، بعد میں دیکھتے ہیں کہ حضور نے اسے درست کیا ہوتا ہے۔

دن بھر کی مصروفیات کے باوجود حضور انور دن لمبے ہونے اور موسم کے کھل جانے کے پر افراد جماعت کی دلجوئی کی خاطر اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر دفتر سے باہر اسلام آباد کے احاطہ میں بھی تشریف لاتے ہیں اور بڑے پیار اور محبت سے احباب جماعت سے ملتے، بعض سے ان کا حال دریافت کرتے، بعض سے ان کے کسی عزیز کے حوالہ سے بات کرتے ہیں۔ غرضیکہ حضور سب کو سلام کرنے ان سے ملنے کی غرض سے آتے ہیں۔ اور پھر بچوں کو چاکلیٹ دیتے ہیں کہ بچوں کا بھی دل رکھا جائے اور آگے بچے بھی نوعمری سے ہی خلافت سے محبت اور عقیدت کے نظارے دیکھتے اور اسے محسوس بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ اسلام آباد میں تعمیراتی کام کا جائزہ بھی لیتے ہیں اور متعلقہ شعبہ جات کو موقع پر ہدایات سے بھی نوازتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض مخلصین جب نئی گاڑی خریدتے ہیں تو وہ خلافت کی برکتیں اور دعائیں لینے کی خاطر حضور کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ حضور ازراہ شفقت ان کی گاڑی کو متبرک فرما دیں تو حضور ان کی گاڑی میں رونق افروز ہو کر ان کی یہ خواہش بھی پوری فرما دیتے ہیں۔ یہ حضرت صاحب کی دن بھر کی مصروفیات کی ایک مختصر سی جھلک ہے جس کی تفصیل اس سے کہیں بڑھ کر ہے، بہرحال یہ بھاری ذمہ داری، دماغی اور اعصاب شکن کام الٰہی طاقت اور مدد کے بغیر انجام دینا ناممکن ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے درست فرمایا تھا کہ

یہ ترے کام ہیں مولا، مجھے دے صبر و ثبات
ہے وہی راہ کٹھن، بوجھ بھی بھارے ہیں وہی

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرانکفرٹ کے ایک دوست مکرم رضوان سمیع صاحب کی نئی گاڑی کو برکت بخشنے کے لئے تشریف فرما ہیں

ہم احمدی انصار ہیں

کارگزاری ماہ نومبر و دسمبر 2024ء

رپورٹ: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

شجر کاری مہم

مجلس انصاراللہ جرمنی کے زیرِ انتظام ماہ اکتوبر و نومبر میں درج ذیل مجالس میں پودے لگائے گئے۔

Asbach, Nidderau, Augsburg, Leipzig, Schwetzingen

ان تقریبات میں شہر کے لارڈ میئر اور ان کے نمائندگان شامل ہوئے جن میں Mr. Rainer Erben, Mr. Jürgen Enninger, Mr. Rainer Vogler, Mr. Pascal Seide شامل تھے۔ ان تقریبات میں جماعت کا تعارف بھی کروایا گیا۔ تمام مہمانوں اور میئر صاحبان نے اس موقع پر جماعت کا بہت شکریہ ادا کیا اور جماعت کی اس کاوش کو بہت پسند کیا۔

احمدیہ لنگر

مجلس انصاراللہ جرمنی کو احمدیہ لنگر اور احمدیہ موبائل لنگر کا باقاعدگی سے اہتمام کرنے کی توفیق بھی مل رہی ہے۔ الحمدللہ۔ اس سلسلہ میں مورخہ 9 نومبر کو مجلس Neuss اور 10 نومبر کو مجلس München نے احمدیہ موبائل لنگر کا انتظام کیا جس میں چار سو سے زائد بے گھر افراد کو کھانا کھلایا گیا۔ اسی طرح ماہ نومبر میں ویزباڈن کی پانچوں مجالس نے دو مرتبہ بے گھر افراد کو کھانا مہیا کرنے کے پروگرام کئے اور 300 سے زائد افراد کو کھانا مہیا کیا۔ 10 دسمبر کو مجالس Bielefeld، Dortmund اور Bochum مورخہ 14 دسمبر کو مجالس Recklingshausen, Gelsenkirchen, Mühlheim an der Ruhr اور 18 و 23 دسمبر کو مجلس Essen نے بے گھر افراد کو کھانا مہیا کرنے کے پروگرام کئے جن میں 1150 افراد کو کھانا مہیا کیا گیا۔ 19 دسمبر کو مجلس ویزباڈن ویسٹ اور مبارک مسجد کے انصار نے ایک مقامی ادارے کے ساتھ مل کر 200 سے زائد بے گھر افراد کو کھانا مہیا کیا۔ ان پروگرامز کے ذریعہ خدمت خلق کے ساتھ جماعت کے تعارف کا موقع بھی میسر آیا۔

تبلیغی سرگرمیاں

مجلس انصاراللہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام احمدیت کا پیغام جرمنی کے طول و عرض میں پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ماہ نومبر میں مجلس Augsburg میں ایک تبلیغی میٹنگ منعقد کی گئی، جس میں ''خلافت ایک روحانی سلسلہ'' کے موضوع پر تقاریر اور پریزینٹیشن پیش کی گئی۔ اس میٹنگ میں دس کے قریب جرمن مہمان شامل ہوئے۔ اسی طرح نومبر میں ہی مجلس Rüsselshiem Ost, Süd اور مجلس وٹلش میں تبلیغی پوسٹرز کے ساتھ پروگرام کئے گئے۔ نیز فرانکفرٹ شہر کے ائیر پورٹ پر علاقہ فرانکفرٹ کے انصار نے ایک بڑا تبلیغی پروگرام کیا جہاں بڑی تعداد میں جرمن احباب آئے اور اسلام سے متعلق سوالات کرتے رہے۔ ڈیوٹی پر موجود مربیان کرام نے نہایت احسن رنگ میں تمام سوالات کے جوابات دئے۔ مجلس Olpe نے 14 دسمبر کو نماز سنٹر میں 15 یوکرینین احباب کے ساتھ ایک کامیاب تبلیغی میٹنگ کا انعقاد کیا جس میں اسلام اور عیسائیت کے متعلق تفصیلی گفتگو کی گئی۔ جملہ حاضرین نے بہت دلچسپی اور توجہ سے سنا اور سوالات بھی کئے۔ مہمانوں کو روسی اور یوکرینین زبان میں 245 کی تعداد میں کتب و پمفلٹس بھی دئے گئے۔

آل جرمنی علمی مقابلہ جات

انصار کی علمی استعداد بڑھانے کی غرض سے 17ویں آل جرمنی علمی مقابلہ جات 15 دسمبر کو مسجد مبارک ویزباڈن میں منعقد ہوئے۔ تلاوت قرآن اور صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کے افتتاحی کلمات سے علمی مقابلہ جات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ انفرادی مقابلہ جات کے علاوہ پیغام رسانی اور کوئز کا انعقاد بھی کیا گیا۔ نمازِ مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد اختتامی تقریب و تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی۔

علاقائی سپورٹس ریلیز

13 اکتوبر کو علاقہ Hessen Taunus میں اور 27 اکتوبر کو Westfalen میں سپورٹس ریلیز منعقد ہوئیں۔ نومبر میں علاقہ Bayern, Württemberg اور Hessen Mitte میں سپورٹس ریلیز منعقد ہوئیں جن میں حاضری 200 سے زائد رہی۔ دسمبر میں علاقہ Nord,Baden اور Nordrhein میں سپورٹس ریلیز منعقد ہوئیں۔ ان ریلیز میں فٹبال، والی بال، کرکٹ اور بیڈمنٹن کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ سال 2024ء کی آخری سہ ماہی کے دوران اکتوبر میں 46 مجالس نے اجتماعی کھیلوں کے مقابلہ جات کروائے جن میں 451 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ ماہ نومبر میں 38 مجالس نے اجتماعی کھیلوں کے مقابلہ جات کروائے جن میں 449 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ مورخہ 8 دسمبر کو مجلس Neuwied میں ملٹی نیشن فٹبال ٹورنامنٹ منعقد ہوا جس میں جرمنی، ترکی، رومانیہ اور انصاراللہ کی ٹیمیں شامل ہوئیں۔

خلافت پر اعتراضات کے جواب

مکرم انتصار احمد صاحب، مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (الحجر 12) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منکرین اور معاندین نبوت کی یہ سنّتِ مستمرہ بیان فرمادی ہے کہ جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس سے استہزاء کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ نبوت کی اس عطا پر وہ خداتعالیٰ کا شکر بجا لائیں وہ تمسخر واستہزاء کی روِش اپناتے ہوئے ان انبیاء کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ کبھی تو ان کو دیوانہ و مجنون کہہ کر لوگوں کی نظروں سے گرانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی جادوگر کہہ کر لوگوں کی توجہ ان سے پھیرنے کی کوشش کی۔ اپنے مقاصد کی ناکامی دیکھی تو یہ اعتراض کر دیا کہ یہ تو ہماری طرح کے ہی انسان ہیں اسی میں سے کھاتے ہیں جو ہم کھاتے ہیں تو پھر ان کی اطاعت کیوں۔ یہاں بھی بس نہ چلا تو خود تراشیدہ اصولوں کو ان کی صداقت کا معیار بنانے کی ناپاک کوششیں کیں، غرض ان مجسم لاف وگزاف افراد نے اپنے زعم میں خدا کے ان برگزیدوں کے الٰہی مشن کو ناکام کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر لاحاصل۔

نورِ خلافت، نورِ نبوت سے ہی منور ہوتا ہے اور مخالفین جو اعتراضات انبیاء پر کرتے ہیں انہی سے ملتے جلتے اعتراضات ہر دور میں خلافت پر کئے گئے اور اب بھی کئے جارہے ہیں۔ یہ معاندین کبھی تو خود معترض بن کر حملہ آور ہوتے ہیں اور کبھی اپنے ساتھ منافقین کا ایک ٹولہ ملا لیتے ہیں جو احمدیت کا لبادہ اوڑھ کر ڈسنے کی کوشش کرتے ہیں مگر مسیحِ محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس دور میں خلافت کی راہنمائی ان اعضانِ بے ثمر کو کاٹ پھینکتی ہے اور احمدیت کا پودا پہلے سے بڑھ کر پھلنے پھولنے لگتا ہے۔

پلاننگ سے خلافت حاصل کی

خلافت خامسہ کے آغاز کی بات ہے کہ حضور کی خدمت میں ایک بدبخت نے ایک بے نام خط میں تحریر کیا کہ ’’تم بڑی پلاننگ کر کے خلیفہ بنے ہو‘‘ اور وہ پلاننگ کیا تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔

اس موقع کے بارے میں حضور کے اپنے ہی الفاظ ہیں کہ ’’اِنَّا لِلّٰہ۔ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسبِ قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا... اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہِل کر رہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ میرے حق میں کھڑا نہ

ہو۔اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27 مئی 2005ء)

نیز حضور کی اس وقت جو حالت تھی وہ تو کیمرہ کی آنکھ نے ساری دنیا کو دکھا دی۔کیا پلانگ کر کے آنے والوں کے یہی انداز ہوا کرتے ہیں؟ اور کیا پلانگ کر کے آنے والوں کے دل یوں لَرزا کرتے ہیں؟

خلیفہ خدا نہیں بلکہ ایک کمیٹی بناتی ہے

بعض فتنہ پرداز معاندین یہ اعتراض بھی کرتے آئے ہیں اور موجودہ خلافت کے دور میں بھی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے عقائد کے مطابق خلیفہ خدا بناتا ہے مگر عملی طور پر خلیفہ کا انتخاب تو ایک مجلس انتخابِ خلافت کرتی ہے اور یوں نعوذ باللہ لوگوں کے بنائے ہوئے خلیفہ کو خدا کا منتخب کیا گیا کہہ دیا جاتا ہے۔

معاندین اور حاسدین دراصل اس اعتراض کے ذریعہ خلافت جیسے بابرکت اور خدائی نظام کو دیگر جمہوری حکومتوں سے مشابہت دے کر خلیفہ کا مقام و مرتبہ کم کرنے کی ناکام اور مذموم کوشش کرتے ہیں۔ایسے کوتاہ بین اس بات سے نابلد ہوتے ہیں کہ خلافت، خدا کی طرف سے عطا کردہ ایسا نظامِ ہدایت ہے جو مومنین کو اعمال صالحہ کی وجہ سے ملتا ہے اور اس کے لئے وہ مومنین ہی کی جماعت کو اس کام کے لئے منتخب کرتا ہے۔ بالکل اسی طریق پر جس طرح خلفائے راشدین کے دور میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے ہی اپنا انتخاب ظاہر کیا۔خلافت احمدیہ پر اعتراض کرنے والے کیا خلافت راشدہ کو بھی نعوذ باللہ لوگوں کا انتخاب کہیں گے؟

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ خلافت کے لئے لفظ تو انتخاب کا استعمال کیا جاتا ہے مگر حقیقتاً یہ تمام انتخابوں سے اس رنگ میں منفرد اور جداگانہ حیثیت رکھتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی فیصلہ شدہ تقدیر مومنین کی جماعت کے ذریعے جلوہ گر ہوتی ہے۔یعنی اس علیم و خبیر ہستی نے تو فیصلہ کر لیا ہوتا ہے کہ ایک خلیفہ کی وفات کے بعد اگلا خلیفہ کون ہوگا تاہم اپنے اس فیصلہ کا اظہار وہ مومنین کی جماعت کی رائے شماری کے ذریعے کرتا ہے تاکہ دنیا کو وہ یہ باور کرا سکے کہ اے دیکھنے والو دیکھو آج کرہ ارض پر اگر مومن کہلانے والی جماعت ہے تو یہ وہ لوگ ہیں، جو یہ فیصلہ کریں گے وہی میرا فیصلہ ہوگا اور ان کا انتخاب میرا انتخاب کہلائے گا اور میری تائیدات اور نصرتیں اس خلیفہ کے ساتھ ہوں گی جس کو یہ چنیں گے۔ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ہمیشہ یہ ثابت کیا کہ ہر دور میں منتخب کیا گیا خلیفہ دراصل خدا کے اپنے ہاتھ سے بنایا گیا خلیفہ تھا۔ چاہے 1908ء میں خلافت اولیٰ کا انتخاب ہو یا 1914ء کے پُرآشوب حالات میں خلافت ثانیہ کا انتخاب، 1965ء کا سال ہو یا 1982ء اور 2003ء کا سال، غرضیکہ ہر دور میں یہ حقیقت اظہر من الشمس رہی کہ یہ انتخاب دراصل خدائی انتخاب ہی ہے۔

اس انتخاب میں شامل ہونے والے بزرگان بتاتے ہیں کہ یہ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جو ناقابل بیان ہے۔ تمام ممبران گڑگڑاتے اور لرزتے ہوئے دلوں کے ساتھ ہال میں داخل ہوتے ہیں مگر سب کے سب خدائی تصرف میں ہوتے ہیں، سب کی سوچیں اور سب کی فکریں اس کے قبضہ اختیار میں ہوتی ہیں اور جس طرف وہ چاہتا ہے اس سیل رواں کو موڑ دیتا ہے۔ یہ کیسا عدیم المثال انتخاب ہے کہ نہ اس میں کوئی امیدوار ہوتا ہے اور نہ کسی کی افضلیت و برتری کے لئے کوئی تقاریر کی جاتی ہیں مگر کوئی ایسا خدائی تصرف ہوتا ہے کہ ایک نام پر تمام ممبران متفق ہو جاتے ہیں اور واضح بھاری اکثریت کے ساتھ خلیفہ بن جاتا ہے۔

کیا یہ محض اتفاقی بات ہے کہ کچھ دیر قبل وہی شخص ایک عام اور معمولی آدمی کی حیثیت سے شامل ہو رہا ہوتا ہے مگر جیسے ہی خدائی تقدیر اس کو خلافت کے منصبِ عالی پر فائز کرتی ہے تو تمام لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور اس کی راہنمائی میں اٹھنے والا ہر قدم جماعت کو ترقی اور بلندی کی طرف بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

گو دیر بعد آیا از راہِ دُور لیکن
وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے

پھر خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ اور چنیدہ لوگوں کو خوابوں یا اشاروں کے ذریعے سے ایسے خلیفہ کے بارے میں اطلاع بھی دے دیتا ہے جسے یہ لوگ ایک مقدس امانت کے طور پر اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے ہیں اور وقت آنے پر اپنی گواہی پیش کرتے ہیں۔ خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت بھی خدا تعالیٰ نے اپنی تائیدات کے یہ نظارے لوگوں کو دکھلائے۔نمونہ کے طور پر ایک واقعہ درج ذیل ہے۔

محمد امین جواہر صاحب، امیر جماعت احمدیہ ماریشس نے حلفیہ بیان میں یہ واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیجا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے بعد بطور ممبر انتخاب خلافت کمیٹی انہیں بھی شامل ہونے کا ارشاد موصول ہوا۔ بارہ گھنٹے کی لمبی پرواز تھی۔ دعا اور عبادت کرنے کے لئے بھی کافی وقت میسر آیا۔ جہاز میں ہی تھوڑے سے آرام کے دوران ان کی زبان پر ایک لفظ جاری ہوا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ یہی وہ نام ہے جو آئندہ خلیفہ کا ہے مگر انہوں نے اسے اپنے دل میں رکھا اور لندن ایئرپورٹ پر اترنے کے بعد ایک پرچی پر وہ نام لکھ کر اپنے ایک ساتھی کو دیا کہ وہ اس کاغذ کو محفوظ اور بند رکھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ انتخاب خلافت کے بعد جب وہ پرچی کھولی تو اس پر نام لکھا ہوا تھا ’’مسرور‘‘۔ اسی واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تائید الٰہی کا یہ نظارہ دیکھنے کے بعد ان کے ایمان و ایقان میں کس قدر ترقی ہوئی ہو گی۔ اگر کوئی تعصّب اور نفاق کی عینک لگا لے تو الگ بات وگرنہ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ یہ انتخاب بندوں کا نہیں خدا کا ہوتا ہے۔

انتخاب خلافت کے اجلاس کے دوران تو حضرت مرزا مسرور احمد صاحب یہ دعائیں کر رہے ہیں کہ کوئی ہاتھ ان کی تائید میں نہ کھڑا ہو مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر تو کب سے یہ فیصلہ کئے بیٹھی تھی کہ اس دور میں ’’مرزا مسرور احمد‘‘ کو ہی خلیفہ بنانا ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے بارے میں روایت ہے کہ آپؓ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ ہم مسجد مبارک قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بیٹھے تھے کہ سامنے سے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو آتے دیکھا جو ان دنوں بچے تھے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ وہ دیکھو بادشاہ آ رہا ہے تو مولانا صاحب کہتے ہیں

کہ ہم نے عرض کی کہ وہ تو مرزا شریف احمد ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ بادشاہ ہو گا اگر یہ نہ ہوا تو اس کا بیٹا ہو گا اور وہ نہ ہوا تو اس کا پوتا ضرور بادشاہ ہو گا۔

(خلافت خامسہ: مبشر رؤیا، خوابیں اور الٰہی اشارے صفحہ 486)

خلافت ایک خاندان میں محدود

اسی طرح حاسدین اور معترضین یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ خلافت ایک خاندان میں محدود کر دی گئی ہے اور اس خاندان سے باہر کسی اور کو خلیفہ منتخب نہیں کیا جاتا۔

نفاق اور حسد ایسی بیماریاں ہیں کہ ان میں مبتلا افراد اس احساس کو ہی کھو دیتے ہیں کہ اپنے اس حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرتے کرتے کب وہ خدائے علیم وخبیر پر ہی اعتراضات کرنے شروع کر دیتے ہیں۔اس اعتراض کے ذریعے دراصل معترضین یہ کہنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا انتخاب درست نہیں ہے۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے، اب اگر خدا کسی خاندان میں سے ایک فرد یا افراد کو اس منصب پر فائز کر دیتا ہے تو اس پر اعتراض کیسا؟ دوسری بات یہ کہ ہر ایسا اعتراض جس کی زد خدا تعالیٰ کے علم وارادہ پر پڑتی ہو وہ ردّ اور ٹھکرا دیئے جانے کے قابل ہے۔ دراصل معترضین و معاندین ہر زمانے میں ایسے خود تراشیدہ اصولوں کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور انبیاء پر بھی اس قسم کے اعتراض کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں انہی کے ہم قماش لوگوں کے اعتراض کا ذکر کیا گیا ہے کہ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (الزخرف 32) یعنی وہ کہتے ہیں کہ کیوں نہ یہ قرآن دو معروف بستیوں کے کسی بڑے شخص پر اتارا گیا۔ اس بودہ اعتراض کا جواب بھی اگلی ہی آیت میں دیا گیا ہے کہ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ (الزخرف 33) کیا وہ ہیں جو تیرے ربّ کی رحمت تقسیم کریں گے؟ یعنی یہ تو خدا کی رحمت ہے کہ جس کو وہ چاہے اس کے لئے چن لے۔تم کون ہوتے ہو خدا کو اس بات کے پابند کرنے والے کہ وہ تمہاری آرزوؤں کے مطابق کسی کو چنے، بلکہ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (الانعام 125) یعنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اس منصب کے لئے کس کا انتخاب کرنا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''جو شخص خلافت کے لئے منتخب ہوتا ہے اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار ہرگز نہیں ہوتا۔''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 182)

جماعت احمدیہ میں خلافت کی تاریخ پر اگر سرسری سی بھی نگاہ ڈالی جائے تو یہ اعتراض خود بخود ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جس بزرگ شخصیت کو خلافت کے منصب پر فائز کیا گیا وہ حضورؑ کے جسمانی خاندان میں شامل نہ تھے، بلکہ جن لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد اس الٰہی نظامِ ہدایت کو ایک خاندان میں محدود کرنے کی کوشش کی تو تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ وہ نہ صرف بری طرح ناکام ہوئے بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نسلوں کے نام و نشان تک مٹا دیئے۔

حضرت مصلح موعودؓ آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور 36) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ''اس آیت میں جس نور کا ذکر ہے وہ نورِ خلافت ہی ہے۔اس سے اگلی آیتوں میں... اللہ تعالیٰ اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ یہ نور کہاں ہے۔فرماتا ہے فِيْ بُيُوْتٍ نورِ خلافت چند گھروں میں پایا جاتا ہے۔نورِ نبوت تو صرف ایک گھر میں تھا مگر نورِ خلافت ایک گھر میں نہیں بلکہ فِيْ بُيُوْتٍ چند گھروں میں ہے۔ پھر فرماتا ہے اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ۔ وہ گھر ابھی چھوٹے سمجھے جاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ ان گھروں کو اونچا کرے کیونکہ نبوت کے بعد خلافت اُس خاندان کو بھی اونچا کر دیتی ہے جس میں سے کوئی شخص منصبِ خلافت حاصل کرتا ہے۔اس آیت نے بتا دیا کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ کا مقصد نورِ خلافت کو بیان کرنا ہے اور یہ بتانا مدنظر ہے کہ نورِ خلافت نورِ نبوت اور نورِ الوہیت کے ساتھ کُلّی طور پر وابستہ ہے اور اس کو مٹانا دوسرے دونوں نوروں کو مٹانا ہے پس ہم اسے مٹنے نہیں دیں گے اور اس نور کو ہم کئی گھروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں گے تا نورِ نبوت کا زمانہ اور اس کے ذریعہ سے نورِ الٰہیہ کے ظہور کا زمانہ لمبا ہو جائے''۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 328 تا 329)

معترضین شیطان کے چیلے بن کر اعتراض تو کر دیتے ہیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی اس سنّت کو بھول جاتے ہیں کہ انبیاء کی ذریّت میں بھی وہ نبوت و رسالت جاری کیا کرتا ہے جیسے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں وہ فرماتا ہے کہ: وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ (الحدید 27) یعنی ان دونوں کی ذریّت میں ہم نے نبوت اور کتاب عطا کی مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ نورِ نبوت اور نورِ امامت کا انعام انہی لوگوں کو ملے گا جو میرے احکامات پر کاربند ہوں گے ورنہ بصورتِ دیگر لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (البقرۃ 125) یعنی جو لوگ ظالم بن کر عہد شکنی کریں گے تو وہ اس نعمت سے محروم کر دیئے جائیں گے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''میں جب ان باتوں کو سنتا ہوں تو مجھے افسوس آتا ہے کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ بیٹے کو خلافت کیوں مل گئی؟ میں حیران ہوں کہ کیا کسی ولی یا نبی کا بیٹا ہونا ایسا ناقابلِ عفو جرم ہے کہ اس کو کوئی حصہ خدا کے فضل سے نہ ملے اور کوئی عہدہ وہ نہ پائے؟ اگر یہ درست ہے تو پھر نعوذ باللہ کسی ولی یا نبی کا بیٹا ہونا تو ایک لعنت ہوئی، برکت نہ ہوئی۔ پھر انبیاء علیہم السلام اولاد کی خواہش یونہی کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی اولاد کی پیشگوئی نعوذ باللہ لغو کی۔ اور خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ سے جو وعدے کئے وہ برکت کے وعدے نہ تھے (نعوذ باللہ من ذٰلک) اور اگر یہ پیر پرستی ہے کہ کوئی بیٹا وارث ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہوئے کہ پیر کی اولاد کو ذلیل کیا جائے تا کہ پیر پرستی کا الزام نہ آئے۔ پھر احترام اور عزت و تکریم کے دعاوی کس حد تک درست سمجھے جائیں۔ یہ شرم کرنے کا مقام ہے سوچو اور غور کرو۔ میں تمہیں کھول کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں یہ خواہش نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔ پھر اگر تم نے مجھے گندہ سمجھ کر میری بیعت کی

ہے تو یاد رکھو کہ تم ضرور پیر پرست ہو۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ نے تمہیں پکڑ کر جھکا دیا ہے تو پھر کسی کو کیا؟‘‘

(منصبِ خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 52,53)

اقربا پروری

بغض و عناد سے بھرے ہوئے ان معترضین سے جب کچھ اور نہیں بن پاتا تو ایک اعتراض یہ کرتے ہیں کہ خلیفہ وقت نے اپنے اقربا کو اہم اور کلیدی ذمہ داریاں عطا کی ہوئی ہیں۔ ایسے اعتراض کرنے والے تاریخ اسلام کا دیا ہوا یہ سبق شاید بھول گئے ہیں کہ بالکل یہی اعتراض تیسرے خلیفۃ الرسول پر بھی لگایا گیا تھا اور یقینی طور پر وہ یہ بھی بھول گئے ہیں کہ وہ لوگ کون تھے اور ان کے مقاصد کیا تھے۔ اور موجودہ دور میں اعتراض کرنے والے ان لوگوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خلافت دیگر جمہوری حکومتوں کی طرح نہیں کہ جس میں مقرر ہونے والا ہر سر براہ اپنی مرضی کی کابینہ کے لوگ اور وزراء مقرر کرتا ہے بلکہ خلافت تو ایک ایسا مقدّس مذہبی منصب ہے کہ جس کے قرب میں وہی لوگ رہتے ہیں جو اس کے تابع اور مطیع ہوتے ہیں۔ اسی اعتراض کے حوالہ سے اگر ہم موجودہ خلافت پر نظر ڈالیں تو ہمیں حضور کے اردگرد وہی دیرینہ خدامِ خلافت نظر آتے ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں خدمت کرتے ہوئے گزار دیں۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ معترضین کو ابھی تک یہ سادہ سی بات سمجھ نہیں آ سکی کہ خلافت کے اقربا تو ہوتے ہی وہی لوگ ہیں جو حقیقی معنوں میں اس کے دست و بازو بننے والے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اگر کوئی لمحہ فکریہ ہونا چاہئے تو یہ کہ اگر یہ لوگ حقیقی معنوں میں خلافت سے وفا رکھتے اور ان میں اخلاص کے ساتھ خلافت کی خدمت کرنے کا جذبہ ہوتا تو یہ بھی مقربین میں ہوتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کے مصداق یہ لوگ اسی بات کے اہل ہیں کہ دور بیٹھے اعتراض کرتے رہیں۔

شیطان دراصل مومنین کی جماعت پر بھیس بدل کر مختلف اطراف سے حملہ آور ہوتا ہے۔ کبھی تو وہ خلافت کی عدم ضرورت کا دھوکہ دے کر انہیں ورغلانے کی کوشش کرتا ہے تو کبھی مذہبی قیادت کے خلاف عدمِ اعتماد پیدا کر کے انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کبھی وہ پھپھا کٹنی کا روپ دھار کر یہ باور کروانے کی کوشش کرتا ہے کہ خلیفہ وقت سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ اور ہمدرد کوئی اور نہیں ہے۔ کبھی وہ ظاہری علم کی قبا اوڑھ کر آتا ہے کہ تمہارے امام کا علم خام ہے، کبھی ایک زاہد و عابد کا جبّہ اوڑھ کر یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے کہ اس زمانے میں تمہارے امام سے بڑھ کر بھی کوئی ایسا ہے جس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کبھی وہ ایک چرب زبان مقرّر کی صورت میں خلیفہ وقت کی ظاہری صلاحیتوں پر نکتہ چینی کرنے کی جسارت کرتا ہے۔ مگر قربان جائیے خلفائے وقت کے احسانات پر جنہوں نے ہر زمانے میں شیطان کے اطوار و عادات کو کھول کر ہمارے سامنے بیان کر دیا اور الحمدللہ شیطان اور اس کے کارندے جب بھی کسی بھیس میں بھی جماعت پر حملہ آور ہوتے ہیں تو بفضلہٖ تعالیٰ جماعت کی اکثریت کا ردعمل یہی ہوتا ہے۔

ہم سمجھے ہوئے ہیں اسے جس بھیس میں جو آئے

برائے نام مشورہ

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ شیطان مختلف طریقہائے واردات استعمال کرتے ہوئے الٰہی جماعتوں پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ انہی میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ بعض اوقات قرآنی آیات کو پیش کر کے معصومانہ انداز میں یہ کہنے کی کوشش کرتا ہے کہ دیکھیں جی قرآن تو یہ کہتا ہے مگر خلیفہ وقت اس صریح حکم کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ ہم نہیں کہہ رہے بلکہ خود قرآنی آیت پڑھ کر دیکھ لیں۔ ایسے ہی اعتراضات میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ خلیفہ وقت مشورہ محض نام کا لیتے ہیں اور اپنی مرضی کا فیصلہ کر کے جماعت پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

یہ اعتراض بھی درحقیقت قلّت تدبّر اور قرآنی منشا کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے۔ اسلامی نظامِ خلافت اور ایک جمہوری نظام میں یہی تو فرق ہے کہ جمہوری نظام میں عددی اکثریت کے بل بوتے پر سربراہِ حکومت کو کوئی بھی فیصلہ کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے مگر اسلامی نظامِ حکومت میں خلیفہ وقت عددی اکثریت کا پابند نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجاآوری کا پابند ہے۔ اس لئے خلیفہ وقت مشورہ کر تو سکتا ہے مگر اسے اس مشورہ پر ضرور عمل کرنے کے لئے پابند نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’اگر پارلیمنٹ اسلام میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ ایک پارلیمنٹ کی خبر دیتا اور رسول اللہ ﷺ بجائے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے ایک پارلیمنٹ قائم کرتے اور بجائے حضرت عثمانؓ کو خلافت پر قائم رہنے کی نصیحت کرنے کے خلافت سے دست بردار ہونے کی صلاح دیتے... اسلامی خلافت اسی کا نام ہے کہ ایک خلیفہ ہو جو عمر بھر کے لئے مقرر کیا جائے اور اس کے ساتھ مشیروں کی ایک جماعت ہو جس سے وہ مشورہ کرے لیکن وہ ان کے مشوروں پر کاربند ہونے کے لئے مجبور نہ ہو گا بلکہ جب وہ مشورہ کے بعد ایک رائے پر پختہ ہو جائے تو خواہ کثرتِ رائے اس کے موافق ہو یا مخالف توکل علی اللہ کر کے اس کام کو شروع کر دے۔ (خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اول صفحہ 9)

یہ کوئی نئی بات نہیں جو بیان کی جا رہی ہے بلکہ اسی طرز حکومت کے نمونے ہمیں بانی اسلام ﷺ اور خلفائے راشدین کی زندگیوں میں نظر آتے ہیں۔ جنگ بدر کے موقع پر جنگی قیدیوں کے بارے میں آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو دیگر صحابہؓ کی رائے پر فوقیت دی اور دوسری طرف صلح حدیبیہ کے موقع پر عددی اکثریت کی رائے کے خلاف فیصلہ صادر فرماتے ہوئے آپؐ نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ منظور فرمایا۔ اسی طرح جنگ احد کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اپنی رائے پر دیگر صحابہؓ کی رائے کو فوقیت دی اور مدینہ سے باہر جا کر دفاع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی طرح کی مثالیں ہمیں حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں بھی نظر آتی ہیں جہاں انہوں نے کبار صحابہؓ کی اکثریت کی رائے کو رد کرتے ہوئے لشکرِ اسامہ کو بھیجنے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ یہی مثال ہمیں آج کے دور میں بھی نظر آتی ہے جہاں خلیفہ وقت مشورہ کے بعد جو مناسب سمجھتے ہیں فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ جب بیعت کر کے اپنا سب کچھ ہم خلافت کو دے چکے تو پھر چون وچرا کیسی، سوالات کیسے اور اعتراضات کیسے؟

آرام اور عیاشی کی زندگی

ایک اور اعتراض جو مخالفین کی طرف سے سامنے آتا رہتا ہے یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی زندگی بڑے آرام اور عیاشی کی زندگی ہے اور خلیفہ وقت بڑی بڑی گاڑیوں میں گھومتے ہیں۔

اس اعتراض کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں ہی ذیل میں درج ہے۔ حضور فرماتے ہیں: ''یہ انگلستان ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ یہاں تو ٹیکسی ڈرائیوروں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی مرسیڈیز چلاتی ہے۔ تو انگلستان میں مرسیڈیز میں سفر کرنا کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے'' اور جہاں تک آرام اور عیاشی کی بات ہے تو اگر قرآن کی تعلیمات اور احکامات کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے دن رات ایک کر دینا ہی آرام وسکون ہے تو خدا کی قسم اس سے بڑھ کر کوئی اور سکون ہو ہی نہیں سکتا۔ طاقت اور اختیار کے ایوانوں میں جاکر دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا پرچار کرنا ہی اگر عیاشی ہے تو خدا کرے کہ اس عیاشی کا موقع آپ کو بار بار ملے اور دنیا اپنے تباہ کن انجام سے بچ جائے۔ بنی نوع انسان کے لئے فکرمند ہو کر خدا کے حضور سر بسجود ہونا اگر ایک پر تعیّش زندگی کی علامت ہے تو اللہ کرے ایسی زندگی ہر کسی کو نصیب ہو۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں پر رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملکِ روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''میں جب باہر نہیں آتا یا کوچہ بکوچہ پھر کر خبر گیری نہیں کرتا تو کئی لوگ سمجھتے ہوں گے کہ مزے سے اندر بیٹھا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ میں تو سارا دن ترجمہ وغیرہ لکھنے یا جماعت کی ترقی کی تجاویز سوچنے، ڈاک کا جواب دینے دلانے میں خرچ کر کے ان گرمی کے دنوں میں بھی رات کے ایک بجے تک اس کام کے لئے جاگتا رہا ہوں۔ پھر تمہارے لئے دعائیں کرنا بھی میرا فرض ہے۔ کبھی کبھی مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ میں ہفتہ بھر کسی کو اپنے ساتھ رکھوں تا معلوم ہو کہ میں فارغ نہیں بیٹھا اور نہ آرام طلب''۔ (خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد اوّل صفحہ 235)

ان معترضین کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہی الفاظ میں ایک تنبیہ بھی ہے۔ حضور فرماتے ہیں: ''پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام واستحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔'' (خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 27 مئی 2005ء)

حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔''

خلافت کی حفاظت کے لئے جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اس بارے میں توجہ دلاتے ہوتے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: ''اس وجہ سے آج خلافت کے ساتھ چمٹے ہوئے احمدیوں کا فرض ہے کہ خلافت کی مضبوطی اور استحکام کی دعاؤں کے ساتھ افراد جماعت ایک دوسرے کے لئے بھی دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان حاسدوں اور شریروں کے شر اور حسد سے محفوظ رکھے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلافت سے وفاداری

رگ و ریشے میں گوندھی ہے خلافت سے وفاداری
اسی کا ہوں غلام ادنیٰ اسی کا ایک انصاری

خلافت ہی قیامِ امنِ عالم کی ضمانت ہے
رضا اس کی رضائے حق تعالیٰ کی ہے رہ داری

علی الاعلان کہتا ہوں کہ رسوائی مقدر ہے
نظامِ آسمانی سے کرے گا جو بھی غداری

مسیحِ وقت کے ہیں حضرتِ مسرور اب نائب
خدا نے ہی زمانے کی انہیں سونپی ہے سرداری

یہی مردِ خدا ہے جو بنا تلوار و نیزے کے
نہتا کر رہا ہر جہت میں ہے دیں کی سالاری

'' کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو''
شریروں پر شرارے ہی گرائے ان کی مکّاری

وہی پاتے ہیں دربارِ خداوندی میں ہر عزت
خدا کے پاک بندوں کی جو کرتے ہیں طرف داری

خدا کے برگزیدوں کو ستانا، ان کو دکھ دینا
سنو! زہر ہلاہل ہے نہیں ہے عام بیماری

عقیدت کا مرا ناطہ ہے ان سے پانچ پشتوں کا
اگر یہ جرم ہے تو یہ ظفرؔ ہے اس کا اقراری

مبارک احمد ظفر

آگے بڑھتے رہو دَمبدم دوستو

Bad Hersfeld

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت Bad Hersfeld کو مؤرخہ 10 تا 12 اپریل پہلی بار شہر کے مرکز میں اسلام و قرآن نمائش لگانے کی توفیق ملی جسے مقامی جرمن آبادی کی جانب سے بھرپور پذیرائی حاصل ہوئی۔ نمائش سے قبل دعوت ناموں کی تقسیم، اہم چوراہوں اور مصروف شاہراہوں پر پوسٹرز لگانے، مقامی سیاستدانوں اور جرمن احباب کو دعوت نامے دینے کے ذریعہ بھرپور تشہیر کی گئی۔ نمائش کا باقاعدہ آغاز صبح 11 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم فولکر قیصر صاحب نے حاضرین کے سامنے نمائش کی غرض و غایت بیان کی۔ افتتاحی تقریب کی مہمان خصوصی محترمہ Kaya Kinkel صاحبہ تھیں جن کا تعلق سیاسی پارٹی Grüne سے ہے۔ افتتاحی تقریب میں تقریباً 80 مہمان شامل تھے۔

نمائش کے دوران ڈیوٹی پر موجود سات احباب نے مربیان کی نگرانی میں لوگوں کو نمائش دکھائی اور سوالات کے جوابات دیئے۔ نمائش کے تین دنوں میں 241 احباب سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ تمام مہمانوں کی طرف سے نمائش کے بارے میں بہت مثبت اور حوصلہ افزا تاثرات موصول ہوئے۔ اکثر مہمانوں نے اعتراف کیا کہ یہ ان کے لیے اسلام کو بہتر طور پر سمجھنے کا ایک عمدہ موقع تھا۔ اللہ تعالیٰ اس تبلیغی مساعی میں برکت ڈالے اور مفید نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔ (صفوان احمد ملک۔ نیشنل شعبہ تبلیغ)

Bad Marienberg

Bad Marienberg میں مؤرخہ 8 اپریل کو ایک پوڈیم ڈسکشن کا انعقاد ہوا، جس کا مقصد میئر کے انتخابات کے سلسلہ میں شہریوں کو امیدواروں سے براہِ راست بات چیت کا موقع فراہم کرنا تھا۔ میزبانی کے فرائض مکرم مدبر احمد خواجہ صاحب نے ادا کئے جنہوں نے انتہائی متانت کے ساتھ اور پروقار انداز میں سوالات کئے اور تمام شرکاء کو گفتگو کا موقع فراہم کیا۔ اس پروگرام کے ذریعہ شہریوں کو سیاسی جماعتوں SPD اور CDU کے دونوں امیدواروں سے براہِ راست سوالات کرنے اور ان کے منصوبوں پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔

میئر کے امیدوار کارسٹن لوکے نے بھی اس پروگرام کو سراہتے ہوئے کہا کہ آج ہم نے ایک بہت دلچسپ مباحثہ دیکھا۔ احمدیہ جماعت نے پہلے کی طرح ایک بہترین پلیٹ فارم فراہم کیا جہاں عوام امیدواروں سے براہِ راست رابطہ کر سکتے ہیں۔ پروگرام کے دوران ماحول نہایت خوشگوار رہا اور نہایت کھلے دل سے تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ شہریوں کے سوالات میں ڈیجیٹلائزیشن، سماجی ہم آہنگی اور مقامی تعاون جیسے موضوعات شامل تھے۔ آخر میں یہ پیغام نمایاں رہا کہ جمہوریت اسی وقت پروان چڑھ سکتی ہے جب ایسے مواقع فراہم کیے جائیں، جہاں لوگ ایک دوسرے سے مل سکیں، سوالات کر سکیں اور تحمل سے گفتگو کر سکیں۔

(خواجہ مظفر احمد۔ Bad Marienberg)

Wittlich

مورخہ 15 مارچ بروز ہفتہ مجلس انصار اللہ کے تحت Bernkastel میں تبلیغی سٹال لگانے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ جس میں تین خدام اور چھ انصار نے حصہ لیا۔ سٹال پر کثرت سے مہمان تشریف لاتے رہے جنہیں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ کینیڈا سے آئے ایک سیاح نے جب حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھی تو کہنے لگا کہ میں اس شخصیت کو جانتا ہوں۔ اُسے جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا گیا کہ کینیڈا میں بھی ہماری جماعت ہے تو وہ بہت خوش ہوا اور جماعت سے رابطہ کا وعدہ کیا۔ زائرین میں کتب اور فلائرز بھی تقسیم کئے گئے۔

مورخہ 22 مارچ بروز ہفتہ وٹلش شہر کی انتظامیہ نے صفائی کا دن منایا۔ اس سلسلہ میں جماعت وٹلش کے خدام و اطفال نے بھی اس مہم میں بھرپور حصہ لیا۔ مقامی میئر نے ہدایات دیتے ہوئے کام کی تقسیم کی۔ جس کے بعد کام کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔ دو گھنٹے تک پوری مستعدی سے صفائی کے بعد تمام شاملین کمیونٹی سینٹر میں جمع ہوئے اور مل کر کھانا تناول کیا۔ اس پروگرام میں 12 خدام و اطفال شامل ہوئے۔ (جاوید اقبال ناصر۔ مربی سلسلہ)

Region Taunus

مجلس شوریٰ جرمنی 2024ء کے فیصلہ جات کی تعمیل کے سلسلہ میں ریجن Taunus میں مؤرخہ 2 فروری 2025ء کو ایک روڈ شو منعقد کیا گیا جس کا انعقاد مجلس بیت الہدیٰ اوزنگن میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز زیر صدارت مکرم کاشف جنجوعہ صاحب ریجنل امیر Taunus تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد حدیث پیش کی گئی۔ بعد ازاں مرکزی نمائندہ مکرم جہانزیب شاکر صاحب نے شعبہ صنعت و تجارت کے متعلق معلوماتی پریزینٹیشن پیش کی۔ اس کے بعد مکرم نوید احمد صاحب اور مکرم دانش پرویز صاحب نے اپنے کاروبار کے آغاز اور اس حوالہ سے پیش آنے والی دشواریوں اور اپنی جدوجہد کا ذکر کیا نیز حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ پروگرام کو دلچسپ بنانے کے لئے حاضرین کو گروپس میں تقسیم کرنے کے بعد چار سوالات دیئے گئے جن کے متعلق انہوں نے اپنے گروپس میں بات چیت کی اور نتائج سب کے سامنے پیش کئے۔ مکرم حمزہ نصیر صاحب مربی سلسلہ کے اختتامی کلمات کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا جس کے بعد حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کی کل حاضری 53 رہی۔ الحمدللہ۔ (عبدالحنان عامر۔ ناظم اعلیٰ روڈ شو ٹاؤنس)

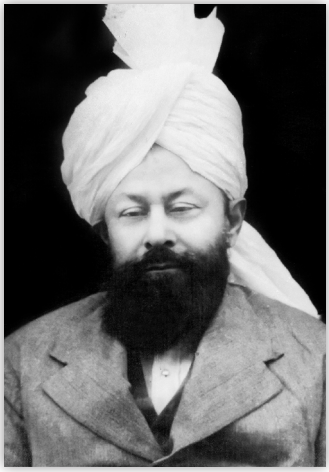

دولت کے حقیقی خزانے

از افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

''فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ فرما کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اس امر کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں سامان عطا کئے ہوئے ہیں ان سے کام لو پھر تم دیکھو گے کہ کس طرح تمہاری تمام ضرورتیں پوری ہوتی چلی جاتی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں انسان کچھ دولتیں کماتا ہے اور کچھ دولتیں انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ جو دولتیں انسان دنیا میں کماتا ہے وہ کسی انسان کے پاس زیادہ ہوتی ہیں کسی کے پاس کم ہوتی ہیں اور کسی کے پاس ہوتی ہی نہیں۔ مثلاً زمین بھی دولت ہے لیکن دنیا کے سب لوگ زمیندار نہیں۔کسی کے پاس زمین بہت زیادہ ہے کسی کے پاس بہت کم زمین ہے اور کسی کے پاس زمین ہے ہی نہیں۔ تجارتیں ہیں ان کا بھی یہی حال ہے۔ کوئی پھیری کر کے گذارہ کرتا ہے اور کوئی بڑے بڑے کارخانوں کا مالک ہے۔ بینکنگ کا بھی یہی حال ہے۔ مالی لحاظ سے کسی کے پاس پانچ سات روپے ہوتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو مالدار سمجھتا ہے اور کسی کے پاس کروڑوں روپے ہوتے ہیں اور پھر بھی وہ اور مال حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے امریکہ میں بعض لوگوں کی سالانہ آمد کروڑوں ڈالر ہے ان کو بھی مالدار کہتے ہیں۔ اور غرباء کے علاقہ میں اگر کسی کے پاس سو دو سو روپیہ آجاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں یہ شخص بہت مالدار ہے۔ غرض وہ دولت جو انسان کماتا ہے اور جو ظاہر میں نظر آتی ہے سب کو یکساں طور پر نہیں ملی۔ کیونکہ اس کے لئے محنت اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔اور اسی وجہ سے انسانوں میں بہت بڑا تفاوت پایا جاتا ہے۔ یہ تفاوت کبھی قانون کے طور پر ہوتا ہے جیسے جو شخص زیادہ محنت کرتا ہے زیادہ کما لیتا ہے۔ اور کبھی استثناء کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے ماں باپ مالدار ہوں تو ان کا بیٹا بغیر کسی محنت کے مالدار بن جاتا ہے۔ لیکن ایک دوسری قسم کی دولت بھی انسان کو ملتی ہے جو حقیقتاً بہت زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ انسان اس کی قدر نہیں کرتے۔ حالانکہ وہی دولت اصل دولت ہے۔ اور پھر وہ ایسی دولت ہے جو تمام انسانوں کو یکساں طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے اور وہ دولت ہے حافظہ کی۔فکر کی۔ ذہانت کی۔عقل کی۔ تدبّر کی۔ یہ دولت ہر ایک انسان کو ملی ہے سوائے پاگل اور فاتر العقل کے اور یہ چیز بطور استثناء کے ہے ورنہ جو انسان بھی اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خزانہ دے کر بھیجا جاتا ہے۔ اسے پیدائش کے ساتھ ہی حافظہ اور ذہانت اور فکر اور تدبّر کی قوتیں عطا کی جاتی ہیں۔ اگر بعد میں وہ ان کی ناقدری کرتا ہے تو یہ قوتیں کلّی طور پر یا جزوی طور پر ضائع ہو جاتی ہیں۔مثلاً اگر وہ آنکھوں کو استعمال نہیں کرتا تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ پاؤں سے نہیں چلتا تو پاؤں شل ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ سے کام نہیں لیتا تو ہاتھ شل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر وہ جسم کے دوسرے اعضاء کو استعمال نہیں کرتا تو اس کی جسمانی طاقتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور جو شخص ان کی قدر کرتا ہے اس کی قوتیں بڑھ جاتی ہیں۔مثلاً اگر کوئی شخص محنت کرتا ہے اور اپنے اسباق کو یاد کرتا ہے تو اس کا حافظہ تیز ہو جاتا ہے اور جو محنت نہیں کرتا اور اپنے اسباق کو یاد نہیں کرتا اس کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر جو لوگ بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی استنباط کی قوت بڑھ جاتی ہے اور جو لوگ بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ان کی استنباط کی قوت جاتی رہتی ہے۔ جو لوگ اپنے اردگرد کے ماحول پر غور کرنے کی عادت ڈال لیتے ہیں ان کی قوت فکر بڑھ جاتی ہے اور جنہیں اپنے ماحول پر غور کرنے کی عادت نہیں ہوتی ان کی قوت فکر جاتی رہتی ہے پھر جو لوگ اپنے مختلف جذبات کو اپنی اپنی حد کے اندر قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی عقل ترقی کرتی ہے اور جو ایسا نہیں کرتے ان کی عقل ماری جاتی ہے۔ جو لوگ خداداد سامانوں کو صحیح طور پر اور مناسب موقع پر استعمال کرنے کی سکیم بنا لیتے ہیں ان کی قوتِ مدبّرہ ترقی کرتی ہے اور جو اس قسم کی سکیم نہیں بناتے ان کی قوتِ مدبّرہ جاتی رہتی ہے۔ لیکن پیدائش کے وقت یہ سب قوتیں ہر انسان کو ملتی اور قریباً برابر ملتی ہیں۔ بعد میں ناقدری کی وجہ سے یہ قوتیں کم ہو جائیں تو یہ اَور بات ہے۔ یا ماں باپ نے جس قسم کا معاملہ کیا ہو اس کے مطابق یہ قوتیں کم یا زیادہ ہو جاتی ہیں۔مثلاً ایام طفولیت میں اگر ماں باپ نے بچہ کی صحیح نگرانی نہیں کی۔ یا ماں نے حمل کے دوران میں پوری احتیاط نہیں کی تو اس سے بچہ کی قوتوں پر اثر پڑ سکتا ہے لیکن اس اَمر کو مستثنیٰ کرتے ہوئے اگر انسانوں کو بحیثیت مجموعی دیکھا جائے تو کروڑوں کروڑ لوگ ایسے نکلیں گے جو ان خداداد قوتوں سے مالامال ہوں گے۔ لیکن ظاہری لحاظ سے یہ صورت نہیں۔ اگر تمام انسانوں کی مالی حالت کا اندازہ لگایا جائے تو ظاہری مالدار اس دنیا میں دس پندرہ لاکھ سے زیادہ نہ ہوں گے۔ اس وقت دنیا کی آبادی اڑھائی ارب ہے اگر ظاہری

دولت رکھنے والے پندرہ لاکھ ہوں اور دنیا کی آبادی پندرہ کروڑ ہوتی تو ان کی نسبت کروڑ میں سے ایک لاکھ ہوتی۔ لیکن دنیا کی آبادی اڑھائی ارب ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ قریباً سترہ سو (1700) میں سے ایک شخص ایسا ہے جس کے پاس ظاہری دولت ہے۔ لیکن حافظہ، ذہانت، تدبّر اور فکر کی دولت 1700 میں سے 1680 کے پاس ہوگی صرف بیس اشخاص ایسے نکلیں گے جن کی یہ طاقتیں ماؤف ہوں گی۔ باقی سب لوگوں کے پاس یہ دولت موجود ہوگی۔ ہاں عدمِ استعمال کی وجہ سے ان پر زنگ لگ جائے تو اَور بات ہے۔ جیسے اگر کوئی چاقو بارش میں پھینک دیا جائے تو اس پر زنگ لگ جائے گا۔ لیکن اگر اسے پانی میں سے اٹھا کر صاف کیا جائے تو وہ ویسا ہی صاف نکل آئے گا جیسے پہلے تھا۔ لیکن سب سے زیادہ بے قدری اسی دولت کی کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اگر کسی شخص سے دریافت کیا جائے کہ تمہارے پاس کیا کیا مال ہے تو وہ کہے گا۔ میرے پاس اتنی زمین ہے، مکان ہے، بھینس ہے، گھوڑا ہے لیکن وہ دولت جو سب سے بڑی ہے یعنی ہوا ہے، پانی ہے، جو اسے نہ ملے تو مَر جائے اس کا ذکر تک نہیں کرے گا۔ بھینس اور گھوڑا ضائع ہو جائے تو انسان نہیں مَرے گا۔ کپڑوں کا ایک حصہ ضائع ہو جائے تو وہ موسم کی برداشت کر لے گا۔ لیکن اگر ہوا نہ ملے تو چند منٹ میں ہی مَر جائے اگر پانی نہ ملے تو وہ ایک دن یا اس سے کچھ زائد عرصہ میں مَر جائے گا۔ غرض انسان سب سے بڑی دولت کو گنے گا ہی نہیں حالانکہ اگر یہ دولت اسے نہ ملے تو اس کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ وہ کبھی آنکھوں، کانوں، ناک اور زبان کا نام نہیں لے گا۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اگر وہ کہتا ہے کہ میرے پاس گُڑ ہے تو وہ گُڑ کس کام کا جب زبان نہ ہوگی۔ اگر زبان گُڑ کو نہ چکھتی تو انسان کے نزدیک گُڑ اور پھیکا برابر ہوتا یا مثلاً وہ کہتا ہے میری بیوی اور بچے خوبصورت ہیں لیکن اس کو یہ خیال نہیں آئے گا کہ اگر اس کی آنکھیں ہی نہ ہوں تو اسے وہ خوبصورت کیسے معلوم ہوں۔ غرض دولت کے جو حقیقی خزانے ہیں انسان ان کی قدر نہیں کرتا اور جو دولتیں نسبتی ہیں اور بالواسطہ ملتی ہیں ان کے پیچھے ہر وقت پڑا رہتا ہے۔ مثلاً کپڑا ہے۔ اگر کپڑا میرے جسم کو نرم اور ملائم معلوم ہوتا ہے تو اس کی قیمت ہے لیکن اگر میرا جسم کپڑے کی ملائمت محسوس نہیں کرتا تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔ پھر اگر اس کی کوئی قیمت ہے تو اس لئے کہ میرے ملنے والے دوستوں کو اچھا لگے اور انہیں لذّت محسوس ہو۔ اگر میرے دوست کی آنکھیں ہی نہ ہوں اور میری حِس موجود نہ ہو تو چاہے وہ کپڑا لاکھ روپے گز کا ہو یا چند آنے کا مجھے اس کا کیا فائدہ۔ پھر زبان اور معدہ ہیں۔ یہ دونوں مل کر کھانے کی قیمت بناتے ہیں۔ اگر کوئی دودھ پیئے۔ مکھن کھائے۔ لسی پیئے یا پلاؤ اور زردہ کھائے۔ لیکن اس کی زبان نہ ہو تو یہ چیزیں کچھ بھی نہیں۔ غرض ہمارے سب کپڑوں اور کھانوں کی قدر ان نعمتوں کی وجہ سے ہے جو خدا تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔ اگر تم اپنی آنکھیں نکال دو۔ یا جسمانی حِس مار دو تو خوبصورت اور ردّی کپڑوں میں تمہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوگا۔ چاہے کپڑا لاکھ روپے گز ہو یا چار آنہ گز۔ تمہارے لئے دونوں برابر ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں دی ہیں وہ بہت زیادہ قیمتی ہیں مگر افسوس ہے کہ لوگ ان سے کام نہیں لیتے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ تم اپنی طاقتوں کو کیوں ضائع کرتے ہو۔ تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق رزق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ ان معنوں کے لحاظ سے یہاں عِنْدَاللّٰهِ کے الفاظ کا استعمال ویسا ہی ہے جیسے سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ بدکاری کا الزام لگانے کے بعد چار عینی گواہ نہ لائیں فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ (النور: 14) وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق جھوٹے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ تم سارا دن بتوں کے آگے کیوں پڑے رہتے ہو۔ تمہیں خدا تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دیئے ہیں تم ان سے کام لو اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق رزق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ یہ مضحکہ انگیز روش جو تم نے اختیار کر رکھی ہے اس کا کچھ فائدہ نہیں''۔ (تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 367-364)

میری ہجرت کے 50 سال

رپورٹ: منور علی شاہد

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کی جانب سے ایک تقریب کا اہتمام 20 اپریل کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں کیا گیا جس میں بہت سے ایسے احباب کو جو جرمنی میں ہجرت کے 50 سال بسر کر چکے ہیں، اپنی ہجرت کا احوال سنانے کا موقع ملا۔

تقریب کا آغاز زیر صدارت مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب ہوا۔ آپ کی معاونت کے لئے سٹیج پر مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی، مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ، مکرم لوکل امیر صاحب فرانکفرٹ، مکرم پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب، مکرم طاہر محمود صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ اور مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب موجود تھے۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو مکرم ثاقب مسعود صاحب نے کی نیز اردو ترجمہ پیش کیا جبکہ نظم مکرم عبدالرزاق ڈوگر صاحب نے پڑھی۔ مقررین میں مکرم عبدالشکور بھٹی صاحب، مکرم منور احمد باجوہ صاحب، مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب، مکرم فلاح الدین خان صاحب، مکرم حفیظ الرحمان صاحب ہمبرگ، مکرم فضل الرحمٰن فضلی صاحب، مکرم مختار احمد صاحب ہمبرگ اور مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب شامل تھے۔ تقریب میں مکرم مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام سے تین اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ اسی طرح مکرم عبدالجلیل عباد صاحب نے ہجرت کے موضوع پر اپنا کلام پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب نے مختصراً اپنی جرمنی میں آمد اور بعد کے حالات بیان کئے۔ مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی کے اختتامی کلمات اور دعا سے تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اختتام پر شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔

درد ہجرت کے ستائے ہوئے لوگوں کو کہیں
سایہ در بھی نظر آئے تو گھر لگتا ہے

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا

قسط نمبر 2

عصر حاضر میں تربیت اولاد کے چیلنجز اور ان کا حل

(مکرم مولانا طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ و سیکرٹری تربیت جرمنی)

کم عمر بچوں میں موبائل کا غیر ضروری استعمال

جدید ٹیکنالوجی بشمول موبائل فون کے غلط استعمال کے نتیجہ میں بچوں کے کردار پر جو منفی اثرات مرتّب ہو سکتے ہیں، اُن کے بارے میں تنبیہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی نوجوانوں اور بچوں کو نصیحت کرتے ہوئے مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

''پھر آج کل یہاں بچوں میں ایک بڑی بیماری ہے ماں باپ سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کون سا بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کر کے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے پھر غلط باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ فون سے لوگ رابطے کرتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں اس لئے فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے اس میں بچوں کو ہوش نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی بچ کر رہیں۔ ٹی وی کا پروگرام جیسا کہ میں نے ابھی بات کی ہے اس میں بھی کارٹون یا بعض پروگرام جو معلوماتی ہوتے ہیں وہ دیکھنے چاہئیں۔ لیکن بیہودہ اور لغو پروگرام جتنے ہیں اس سے بچنا چاہئے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 9/مارچ 2012ء)

سوشل میڈیا اور بچوں کی تربیت

سوشل میڈیا روزمرہ کی زندگی کا ایک لازمی حصہ بن چکا ہے۔ WhatsApp، Instagram وغیرہ بہت سے لوگ باقاعدگی سے استعمال کرتے ہیں۔ ان چیزوں نے ہماری بات چیت کا انداز ہی بدل دیا ہے۔ سوشل میڈیا خاص طور پر بچوں اور نوجوانوں میں مقبول ہے۔ آجکل کے بچے اور نوجوان ان چیزوں کے ساتھ ہی بڑے ہو رہے ہیں۔ لیکن کیا بچوں اور نوجوانوں کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال محفوظ ہے؟ آپ کتنی بار سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں؟ اس کے مضمرات کیا ہیں؟ LIVINGSTONE/ HADDON کے مطابق خطرات کا جائزہ یہ تصویر انٹرنیٹ کے نقصانات واضح کرتی ہے۔ جو چیز یہاں واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ خاص طور پر بچے اور نوجوان انٹرنیٹ کے نقصانات کا شکار ہیں جس میں وہ ذاتی، اخلاقی اور پھر قانونی حدود سے بھی باہر نکل جاتے ہیں۔

سوشل میڈیا کی دنیا کے نقصانات

لائیکس (Likes) کے حصول کے لیے کوشش، خود پسندی، اپنا آپ دکھانا، پردہ کے احکامات نظر انداز کرنا۔ دوسری جنس کے ساتھ تعلقات میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوتی۔ بڑھتی ہوئی تنہائی کی وجہ، تنہائی کے ڈر کا خوف، لامتناہی خبریں، غلط اور منفی خبریں، سائبر موبنگ

(Cyber Mobbing) کے ذریعہ معصوم بچوں کو جنسی ہوس کا نشانہ بنانا نیز بچوں میں بڑھتی ہوئی خودکشیوں کا رجحان، نیند کا پورا نہ ہونا، عفت و پاکدامنی کے لیے خطرہ، یعنی آنکھوں کا زنا/غضِ بصر، خفیہ دوستیاں لگانا، جسمانی صحت اور بے تحاشا پیسوں کا خرچ وغیرہ۔ صارفین نے سوشل میڈیا پر جتنا زیادہ وقت گزارا، اتنا ہی زیادہ ڈپریشن کی علامات پیدا ہوئیں۔

غلط نتائج کے ساتھ انٹرنیٹ کی تلاش

عام طور پر نوجوان جب کوئی عام چیز بھی گوگل پر تلاش کرتے ہیں تو وہاں انہیں نامناسب چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ان میں سے اکثر فحش مواد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ متشدد مواد جیسی چیزیں بھی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اگر بچے سرچ انجن نیز اے آئی ایپیس (AI Apps) کے ذریعہ سوالات کے جوابات کی تلاش شروع کرتے ہیں جن کو واضح طور پر بچوں کے سرچ انجن کے طور پر قرار نہیں دیا گیا یا انٹرنیٹ کا اندھا دھند استعمال کرتے ہیں تو نقصان دہ مواد کا سامنا کرنے کا خطرہ بہت زیادہ ہے۔

پورنوگرافی

فحش مواد تک رسائی انٹرنیٹ کے ذریعہ بہت آسان ہے۔ کم از کم 13 سال کی عمر کا ہر دوسرا نوجوان پہلے ہی انٹرنیٹ کے ذریعہ فحش مواد کو دیکھ چکا یا اس سے تجربہ کر چکا ہوتا ہے۔ اِسی طرح انسان کی ہر قسم کی رازداری سے بھی پردہ اُٹھ جاتا ہے۔

انٹرنیٹ پر بڑا مسئلہ

ویب سائٹ کے مواد کو کوئی کنٹرول کرنے والا اِدارہ موجود نہیں۔ موجودہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ فحش مواد دیکھنے والوں میں خاص طور پر نوجوان شامل ہیں اور بدقسمتی سے یہ دیکھنا کبھی کبھار نہیں بلکہ اُن چیزوں میں شامل ہیں جو عام طور پر دیکھی جاتی ہیں۔ بالخصوص بچوں میں، تصاویر اور تحریر/آواز کی شکل میں اس قسم کے فحش مواد کو ان کے احساسات اور یہاں تک کہ خوف کو جنم دیتی ہے۔ وہ ان تجربات کے بارے میں صرف ایک بہت ہی محدود حد تک بات کر سکتے ہیں اور ان کے پاس مناسب طریقے سے اپنی حفاظت کے لیے شائد ہی کوئی مواقع ہوں۔

لغو باتوں (جن میں ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ بھی شامل ہیں) سے اعراض کرنے کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کئی مواقع پر نصائح فرمائی ہیں۔ چنانچہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ایک اجتماع میں ارشاد فرمایا: ''پھر لغو باتیں ہیں۔ دس بارہ سال کی عمر کی لڑکیوں سے لے کے نوجوان لڑکیوں تک کے لئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ ہے یہ آج کل لغویات میں شامل ہو چکا ہے۔ اگر آپ لوگ سارا دن ایسے پروگرام دیکھ رہی ہیں جس میں کوئی تربیت نہیں ہے تو یہ لغویات ہے۔ انٹرنیٹ جو ہے، اُس میں بعض دفعہ ایسی جگہوں پر چلی جاتی ہیں جہاں سے پھر آپ واپس نہیں آ سکتیں اور بے حیائی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ بعض دفعہ ایسے معاملات آ جاتے ہیں کہ غلط قسم کے گروہوں میں لڑکوں نے لڑکیوں کو کسی جال میں پھنسا لیا اور پھر اُن کو گھر چھوڑنے پڑے اور اپنے خاندان کے لئے بھی، جماعت کے لئے بھی بدنامی کا باعث ہوئیں۔ اس لئے انٹرنیٹ وغیرہ سے بہت زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ بھی ذہنوں کو زہریلا کرنے کے لئے انٹرنیٹ پر بہت سارے پروگرام ہیں۔ ٹی وی پر بے حیائی کے بہت سارے پروگرام ہیں۔ ایسے چینل والدین کو بھی بلاک (block) کر کے رکھنے چاہئیں جو بچوں کے ذہنوں پر گندے اثر ڈالتے ہوں۔ ایسے مستقل لاک (Lock) ہونے چاہئیں۔ اور جب بچے ایک دو گھنٹے جتنا بھی ٹی وی دیکھنا ہے دیکھ رہے ہیں تو بیشک دیکھیں لیکن پاک صاف ڈرامے یا کارٹون۔ اگر غلط پروگرام دیکھے جا رہے ہیں تو یہ ماں باپ کی بھی ذمہ داری ہے اور بارہ تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں اُن کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے، اُن کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں۔ آپ احمدی ہیں اور احمدی کا کردار ایسا ہونا چاہئے جو ایک نرالا اور انوکھا کردار ہو۔ پتہ لگے کہ ایک احمدی بچی ہے''۔ (الفضل انٹرنیشنل 16/ نومبر 2012ء)

ہم جنس پرستی

آج کے دور میں والدین کو جس عفریت کا سامنا ہے وہ ہم جنس پرستی بھی ہے۔ بہت چھوٹی عمر سے ہی بچوں میں اس رجحان کو پیدا کرنے کی پوری کوشش ہو رہی ہوتی ہے۔ اس کے لئے والدین کو اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے ہوں گے، بچوں کے دوستوں کے متعلق مکمل علم رکھنا ہو گا اور سب سے بڑھ کر اپنے بچوں کا رازدار دوست بننا ہو گا۔ ان کے سوالات سے شرمانے اور گھبرانے کی بجائے انہیں جوابات سے مطمئن کرنا ہو گا، اس کے لئے حضور انور کے خطابات، سوال و جواب کی مجالس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ نیز اپنے حلقے کے مربی سلسلہ سے مدد لینی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جرمنی میں ہی ایک مجلس سوال جواب میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر سب لوگ ہم جنس پرستی پر عمل کرتے تو انسانیت کا خاتمہ ہو جاتا۔ مزید فرمایا کہ انسان کی فطرت میں قدرت نے ہم جنس پرستی کو رد کرنے کا رجحان رکھا ہے۔ (لانگن میں جرمن مہمانوں کے ساتھ سوال و جواب کی نشست (19 مئی 1999ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس حوالہ سے متنبہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس اپنے بدانجام کو انسان خدا تعالیٰ سے دوری اختیار کر کے، اُس کی عبادت کا حق ادا نہ کر کے پہنچتا ہے، اُس کے حکموں پر عمل نہ کر کے پہنچتا ہے۔ آجکل جیسا کہ مَیں نے کہا، اپنی بیہودہ خواہشات نے انسان کا یہ انجام بنا دیا ہے کہ انسان جانوروں سے بھی بدتر حرکتیں کرنے لگ گیا ہے اور کھلے عام بیہودہ حرکتیں ہوتی ہیں۔ گندی اور ننگی حرکات دیکھی جاتی ہیں۔ پورنوگرافی کی ویڈیو اور فلمیں کھلے عام مہیا ہو جاتی ہیں، اُنہیں دیکھ کر یہ لوگ، ایسی حرکتیں کرنے والے جانوروں سے بھی بدتر ہو گئے ہیں۔ اور مَیں افسوس کے ساتھ کہوں گا، بعض شکایتیں مجھے بھی آ جاتی ہیں کہ ہمارے احمدی نوجوان بلکہ درمیانی عمر کے لوگ بھی اس قسم کی لغو یا اس سے ذرا کم لغو فلمیں دیکھنے کے شوق میں مبتلا ہیں اور اسی وجہ سے بعض گھر بھی ٹوٹ رہے ہیں۔ پس

ہر ایک کو خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ ایسے بھٹکے ہوئے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی واضح فرمایا ہے کہ اگر میرے ساتھ رہنا ہے تو ان لغویات اور ذاتی خواہشات کو چھوڑو ورنہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ... اسی طرح نوجوانوں کو بھی جو نوجوانی میں قدم رکھتے ہیں، اچھے اور برے کی صحیح طرح تمیز نہیں ہوتی۔ گھر والوں نے بھی نہیں بتایا ہوتا۔ جماعت کے نظام سے بھی اتنا زیادہ منسلک نہیں ہوتے، اُن کو بھی میں کہوں گا کہ بیہودہ چیزیں دیکھنا، فلمیں دیکھنا وغیرہ یہ بھی ایک قسم کا ایک نشہ ہے۔ اس لئے اپنی دوستی ایسے لوگوں سے نہ رکھیں جو ان بیہودگیوں میں مبتلا ہیں کیونکہ یہ آپ پر بھی اثر ڈالیں گی۔ ایک مرتبہ بھی اگر کسی بھی قسم کی غلاظت میں پڑ گئے تو پھر نکلنا مشکل ہو جائے گا۔''

(خطبہ جمعہ 6/ جولائی 2012ء)

والدین کے لیے بعض تجاویز

والدین اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ بچوں کو عمر کے مطابق اس قسم کی چیزیں لے کر دیں۔ ڈیجیٹل میڈیا کے حوالہ سے والدین کو خود اپنا عملی نمونہ دکھانا ہوگا۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ والدین خود سارا وقت موبائل ہاتھ میں لیکر بیٹھے ہوں اور بچوں پر پابندیاں لگ رہی ہوں۔ بچوں کے ڈیجیٹل میڈیا کے استعمال کے بارہ میں علم رکھیں۔ ڈیجیٹل میڈیا کے علاوہ کوئی تفریحی پروگرام بنائیں۔ ڈیجیٹل میڈیا کے استعمال کے لیے ایک وقت مختص ہونا چاہئے۔ اپنے بچے کو ڈیجیٹل میڈیا کی دنیا میں کبھی اکیلا نہ چھوڑیں ورنہ شیطان کے چیلے جو دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں آپ کے بچوں کو اچک لے جائیں گے اور جب تک آپ کو خبر ہوگی تب تک بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ اپنے بچے سے انٹرنیٹ کے نقصانات کے متعلق کھل کر بات کریں۔ ذاتی معلومات کے متعلق انٹرنیٹ میں بہت احتیاط سے کام لیں۔ بچوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ وہ انٹرنیٹ کے تمام قواعد کے مطابق عمل کرتے ہوئے انٹرنیٹ مناسب طور پر استعمال کریں۔ نیز مربیان کرام سے بھی اس سلسلہ میں مدد حاصل کریں۔

بچوں کی شادی اور تربیت کے مسائل

18 سال اور اس کے بعد کی عمر بچوں کی ایک ایسی عمر ہوتی ہے جس میں عموماً بچے شادی کے متعلق سوچنے لگتے ہیں۔ اس لیے اس عمر میں والدین کو خاص طور پر بچوں کے ساتھ ایسا ماحول رکھنا چاہئے جس میں بچوں کے احساسات کو وہ سمجھ سکیں۔ ان کو بتایا جانا چاہئے کہ اسلام میں نکاح یعنی شادی کا کیا مقصد ہے۔ والدین کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عمر میں اپنے بچوں کے ساتھ اس موضوع پر بات کریں اور بتائیں کہ رشتہ کے تلاش کے وقت اس حدیث مبارک کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''عورت سے چار وجوہات کی بناء پر شادی کی جاتی ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے۔ اس کے حسب و نسب یا خاندان کی وجہ سے۔ اس کی خوبصورتی کی وجہ سے یا اس کے دین کی وجہ سے۔ پس تم دیندار عورت کا انتخاب کرو۔ خدا تمہارا بھلا کرے۔''

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث 5090)

دیندار جیون ساتھی کا انتخاب تبھی ممکن ہوگا جب بچوں کو گھر میں دینی ماحول میسر ہوگا اور بچوں کو دین کی اہمیت نظر آرہی ہوگی۔ اس کے بارہ میں حضور انور نے ایک موقع پر فرمایا تھا: ''ہمیں اس طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ اُن کو وقت دیں۔ اُن کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔ اُن کو جماعت کے ساتھ جوڑنے کی طرف توجہ دیں۔ اپنے گھروں میں ایسے ماحول پیدا کریں کہ بچوں کی نیک تربیت ہو رہی ہو۔ بچے معاشرے کا ایک اچھا حصہ بن کر ملک اور قوم کی ترقی میں حصہ لینے والے بن سکیں۔ اُن کی بہترین پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری بہرحال والدین پر ہے۔ پس والدین کو اپنی ترجیحات کے بجائے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ باپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچوں کی تربیت کا کام صرف عورتوں کا ہے اور نہ مائیں صرف باپوں پر یہ ذمہ داری ڈال سکتی ہیں۔ یہ دونوں کا کام ہے اور بچے اُن لوگوں کے ہی صحیح پرورش پاتے ہیں جن کی پرورش میں ماں اور باپ دونوں کا حصہ ہو، دونوں اہم کردار ادا کر رہے ہوں۔'' (خطبہ جمعہ 26/ جولائی 2013)

بچوں کی کامیاب عائلی زندگی کے لیے سب سے اہم بات والدین کا اپنا عملی نمونہ ہے۔ جرمنی میں ایک تحقیق کے مطابق سب سے زیادہ علیحدگیاں ان جوڑوں میں ہوتی ہیں جو 26 سال سے زائد شادی شدہ تھے۔ جب کہ یہی وہ عرصہ ہوتا ہے جب بچوں کی عمر شادی کی ہوتی ہے۔ اگر اس عمر میں آکر والدین خود اپنے مسائل میں پڑے ہونگے تو بچوں کی تربیت کا کون ذمہ دار ہوگا؟ یہ نہایت قابل فکر بات ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسے والدین اپنی اناؤں کی وجہ سے بچوں سے دور ہو جائیں۔ والدین کو ہمیشہ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اولاد خدا تعالیٰ کی امانت ہے۔ ان کی نیک تربیت کرنا ہر ایک والد اور والدہ کی ذمہ داری ہے۔

بچوں کی شادی میں جو مسائل سامنے آرہے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات بچوں میں جلد شادی کرنے کا رجحان نہیں ہوتا جس کی وجہ سے بعد میں جب عمر زیادہ ہو جاتی ہے اس کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے لیے والدین کو اپنے بچوں کو جلد شادی کے متعلق بتانا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صالح مرد اور صالح عورتوں کی شادی کروایا کرو۔ (سنن الدارمی۔ کتاب النکاح) تو اس میں بھی نیک لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ نیک کام معاشرے کو فساد سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اس میں جلدی بھی کرنی چاہیے۔ لیکن آج کل تو بعض دفعہ دیکھا ہے ایسے لوگ کافی تعداد میں ہیں ماں باپ کے ساتھ لڑکے آتے ہیں 35-34 سال کی عمر ہوتی ہے لیکن ان کو اپنے ساتھ چمٹائے رکھا ہوا ہے۔ ان کی ابھی تک شادیاں نہیں کروائیں شادی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔'' (خطبہ جمعہ 24 دسمبر 2004ء)

اسی طرح بچیوں کی جلد شادی کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''ایک طرف لڑکیوں کے رشتوں کا مسئلہ ہے۔ جب لڑکی کی

رشتے کی عمر ہوتی ہے تو پڑھائی کو عذر بنا کر اصل عمر میں رشتے نہیں کئے جاتے کہ ابھی پڑھ رہی ہے اور جب ذرا بڑی ہو جاتی ہیں، پڑھ لکھ جاتی ہیں اور بڑی عمر میں رشتے ہو جاتے ہیں تو پھر understanding کا نہ ہونے کا جواز بنا کر رشتوں میں دُوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں دراڑیں پیدا ہوتی ہیں۔'' (خطبہ جمعہ 3 مارچ 2017ء)

دوسری طرف اکثر یہ دیکھنے اور سننے میں آتا ہے کہ جب بچے شادی کے لیے تیار ہوتے ہیں تو والدین اپنی خواہشات کے تحت بچوں کی مرضی کے خلاف رشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایسے گھروں میں اکثر مسائل سامنے آتے ہیں۔ یہ بہت قابل فکر بات ہے جس سے نہ صرف ایسے والدین اپنے گھر کا سکون خراب کر رہے ہوتے ہیں بلکہ اپنے بچوں پر بھی اپنے رویوں سے غلط اثر ڈال رہے ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ایسے بچے یہ سکون گھر کی بجائے باہر تلاش کرتے ہیں۔ اس لیے زندگی کے اس حصہ میں بچوں کے ساتھ بہت حکمت اور پیار سے پیش آنا چاہئے نہ کہ اپنی خواہش اور تعلقات کی بناء پر زبردستی کی جائے۔ اس لیے حضور انور نے سال 2016ء میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی کے نام ایک خصوصی خط ارسال فرمایا تھا جس میں انہی باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی اور والدین کو متنبہ کیا تھا کہ اگر ابھی ہم نے اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہوئے ان باتوں کا خیال نہ رکھا تو پھر بعد میں رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وہ کام کرو جو اولاد کے لیے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے اول خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیز گار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 445-444 ایڈیشن 1988ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض خطبات میں تربیت اولاد کے لیے ماں باپ کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے والدہ کو خاص طور پر بچوں کی تربیت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ ایک موقع پر حضورؓ نے ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اصل ذمہ داری عورتوں پر بچوں کی تعلیم و تربیت کی ہے اور یہ ذمہ داری جہاد کی ذمہ داری سے کچھ کم نہیں۔ اگر بچوں کی تربیت اچھی ہو تو قوم کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے اور قوم ترقی کرتی ہے اگر ان کی تربیت اچھی نہ ہو تو قوم ضرور ایک نہ ایک دن تباہ ہو جاتی ہے۔ پس کسی قوم کی ترقی اور تباہی کا دارومدار اس قوم کی عورتوں پر ہی ہے۔''

(الازھار لذوات الخمار یعنی اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ 320)

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: ''یاد رکھو کہ تمہارا یہی فرض نہیں کہ اپنی اصلاح کرو بلکہ یہ بھی فرض ہے کہ اپنے بعد آنے والی نسلوں کی بھی اصلاح کی فکر رکھو اور ان کو نصیحت کرو تا کہ وہ اگلوں کی فکر رکھیں اور اسی طرح یہ سلسلہ ادائے امانت کا ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوتا چلا جاوے تا کہ یہ دریائے فیض جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا ہے، ہمیشہ جاری رہے اور ہم اس کام کے پورا کرنے والے ہوں جس کے لئے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی اولاد پیدا کی گئی ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین''

(مشعلِ راہ جلد چہارم ص 74، از خدام الاحمدیہ پاکستان)

جہاں انسان خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرتے ہوئے دیگر معاملات میں دعائیں کرتا ہے وہیں بچوں کی نیک تربیت کے لیے دعا بھی نہایت ناگزیر ہے۔ اسلام نے اس کے لیے ایک دعا بھی سکھائی ہے اور وہ دعا یہ ہے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

''اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔'' (سورۃ الفرقان آیت 75)

خلافت سے مضبوط تعلق ہی حقیقی تربیت کا حصول ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

آج خلافتِ احمدیہ ہی وہ حصنِ حصین ہے جو ہمیں اس وقت کے درندوں سے بچا سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں خلیفہ وقت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے لئے آپ کی صحبت میں خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی رکھنا ہے۔ یہ تعلق ایم ٹی اے، لائیو خطبات، جمعہ، مجالس، شرفِ ملاقات، خلیفہ وقت کی کامل اطاعت کرنے نیز دعائیہ خطوط تحریر کرنے اور خود بھی خلافت کی مضبوطی کے لئے دعاؤں میں لگے رہنے سے مضبوط ہو گا۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ اپنی مجالس میں بڑی کثرت سے یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ''خلیفہ کا آسمانی وجود ایک پاور ہاؤس ہے اس سے تعلق محبت و عقیدت قائم کئے بغیر آپ لوگ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوتی رہتی ہے کہ خلیفہ وقت سے دعاؤں کی درخواست کرتا رہوں۔''

(روزنامہ الفضل یکم اکتوبر 2007ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احبابِ جماعت کو پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہ خلافت ہی کی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفہ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفہ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفہ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے۔''

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء)

اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان مبارک الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

''ایک نئے عزم کے ساتھ ہمت اور دعا سے کام لیتے ہوئے اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقدس رسولؐ اور مسیح پاکؑ کی دعائیں بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ اے اللہ! تو ہماری مدد کر اور ہماری نسلوں کو بھی اسلام پر قائم رکھ۔''

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 29 اگست 2003ء صفحہ 10)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ
مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
اور اسی طرح تیرا ربّ تجھے (اپنے لئے) چُن لے گا اور تجھے معاملات کی تہ تک پہنچنے کا علم سکھا دے گا۔ (سورۃ یوسف:07)

قسط نمبر 5

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

حجّت

یکم مارچ 1903ء: حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے متعلق ایک الہام: نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج رات ایک کشف میں آپ کی تصویر ہمارے سامنے آئی اور اتنا لفظ الہام ہوا ''حجّت اللہ'' یہ امر کوئی ذاتی معاملات سے تعلّق نہیں رکھتا۔ اس کے متعلق یوں تفہیم ہوئی کہ چونکہ آپ اپنی برادری اور قوم میں سے اور سوسائٹی میں سے الگ ہو کر آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام حجّت اللہ رکھا یعنی آپ ان پر حجّت ہوں گے۔ قیامت کے دن ان کو کہا جاوے گا فلاں شخص نے تم سے نکل کر اس صداقت کو پرکھا اور مانا۔ تم نے کیوں ایسا نہ کیا؟ یہ بھی تم میں سے ہی تھا اور تمہاری طرح کا ہی انسان تھا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کا نام حجّت اللہ رکھا آپ کو بھی چاہیئے کہ آپ ان لوگوں پر تحریر سے تقریر سے ہر طرح سے حجّت پوری کر دیں۔ اصل میں اس ساری قوم کی حالت قابلِ رحم ہے عیش و عشرت میں گم ہیں، دنیا کے کیڑے بنے ہوئے ہیں اور فنافی یورپ ہیں۔ خدا سے اور آسمان سے تعلق نہیں۔ جب خدا کسی کو ایسی قوم میں سے نکالتا اور اس کی اصلاح کرتا ہے تو اس کا نام اس قوم پر حجّت رکھتا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کو بھی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء:42)

آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا تھا۔ اس نے کچھ کہا تھا تو آپ نے فرمایا بس کر۔ اب تو مَیں اپنی ہی امّت پر گواہی دینے کے قابل ہو گیا ہوں۔ مجھے فکر ہے کہ میری امت کو میری گواہی کی وجہ سے سزا ملے گی۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 252، 251 طبع 2018ء)

حجر اسود

''خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے۔ اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر یک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے۔ اور اس بارے میں الہام یہ ہے:۔ ''یکے پائے من مے بوسید و من مے گفتم کہ حجر اسود منم''۔ (اربعین نمبر 4 صفحہ 15 حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 444۔ 445)

''ایک پُرانا الہام قریباً پچیس سال کا: ''شخصے پائے من بوسید و من گفتم کہ سنگِ اسود منم''۔

(الحکم جلد 10 نمبر 37۔ 24/اکتوبر 1906ء صفحہ 1)

(ترجمہ از مرتب) ایک شخص نے میرے پاؤں کو چوما۔ اور میں نے (اُسے) کہا کہ حجر اسود میں ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''قَالَ الْمُعَبِّرُوْنَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فِيْ عِلْمِ الرُّؤْيَا الْمَرْءِ الْعَالِمُ الْفَقِيْهُ الْحَكِيْمُ۔'' (الاستفتاء عربی صفحہ 41)

(ترجمہ از مرتّب) معبرّین (خوابوں کی تعبیر بیان کرنے والے علماء) نے کہا ہے کہ علم رؤیا میں حجر اسود سے مراد عالم فقیہ اور حکیم ہوتا ہے۔

(حاشیہ از تذکرہ صفحہ 33 طبع 2023ء)

حفاظت

عصر کی نماز سے پیشتر آپ نے تھوڑی دیر مجلس فرمائی اور ایک خواب بیان فرمایا۔ جسے دیکھے ہوئے قریب دو ہفتے گزرے تھے، وہ خواب یہ ہے کہ: ایک مقام پر میں کھڑا ہوں تو ایک شخص آکر چیل کی طرح جھپٹا مار کر میرے سر سے ٹوپی لے گیا پھر دوسری بار حملہ کر کے آیا کہ میرا عمامہ لے جائے مگر میں اپنے دل میں مطمئن ہوں کہ نہیں لے جاسکتا۔ اتنے میں ایک نحیف الوجود شخص نے اسے پکڑ لیا مگر میرا قلب شہادت دیتا تھا کہ یہ شخص دل کا صاف نہیں ہے۔ اتنے میں ایک اور شخص آ گیا جو قادیان کا رہنے والا تھا اس نے بھی اسے پکڑ لیا میں جانتا تھا کہ موٴخر الذکر ایک مومن متقی ہے پھر اسے عدالت میں لے گئے تو حاکم نے اسے جاتے ہی چار یا چھ یا نو ماہ کی قید کا حکم دے دیا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 411 طبع 2018ء)

اِسمِ اعظم

ظہر کے وقت تشریف لا کر حضرت اقدسؑ نے بیان فرمایا: رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔ ایسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں اور وہ کوچہ سربستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آئے ہیں۔ ایک ان میں سے میری طرف آیا تو میں نے اسے مار کر ہٹا دیا۔ پھر دوسرا آیا تو اسے بھی ہٹا دیا۔ پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُرزور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مفر نہیں ہے خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا میں نے اس وقت یہ غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں، میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا۔ مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر مندرجہ ذیل دعا القا کی گئی:

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِی وَانْصُرْنِی وَارْحَمْنِی

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسمِ اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔ ایک آریہ میرے پاس دوا لینے آیا کرتا ہے۔ میں اسے یہ خواب سنائی تو اس نے کہا کہ مجھے بھی لکھ دو۔ میں نے لکھ دیا اور اس نے یاد کر لیا۔

ایک اور رؤیا

اس خواب کے بعد پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گھوڑے کا سوار ملا۔ جب میں گھر کے قریب آیا تو ایک شخص نے میرے ہاتھ پر پیسے رکھے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ اس میں دونی چونی بھی ہوگی۔ آگے آیا تو دیکھا کہ فجو (فضل نشاں) کشمیری عورت بیٹھی ہے۔ پھر جب مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ہزارہا آدمی بیٹھے ہیں اور کپڑے سب کے پرانے معلوم ہوتے ہیں۔ مسجد میں اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے اس کی بڑی سی چارپائی ہے یہ معلوم نہیں کہ کس کا جنازہ ہے۔

آپ مغرب کی نماز پڑھ کر حضرت اقدس تشریف لے گئے اور پھر کوئی ایک گھنٹہ بعد مسجد میں تشریف لائے فرمایا کہ آج جو خواب میں الہام سے کلمات بتلائے گئے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ان کو نماز میں دعا کے طور پر پڑھا جائے اور میں نے خود تو پڑھنے شروع کر دیئے ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 431، 430 طبع 2018ء)

ایک رؤیا

عصر کی نماز سے قبل حضورؑ نے ایک رؤیا سنائی فرمایا: ''میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر وضو کرنے لگا تو معلوم ہوا کہ وہ زمین پولی ہے اور اس کے نیچے ایک غار سی چلی جاتی ہے میں نے اس میں پاؤں رکھا تو دھنس گیا اور خوب یاد ہے کہ پھر میں نیچے ہی نیچے چلا گیا۔ پھر ایک جست کر کے میں اوپر آ گیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوا میں تیر رہا ہوں اور ایک گڑھا ہے مثل دائرے کے گول اور اس قدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر۔ اور میں اس پر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں سید محمد احسن صاحب کنارہ پر تھے۔ میں نے ان کو بلا کر کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰؑ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں اور میرے خدا کا فضل ان سے بڑھ کر مجھ پر ہے۔ حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کئے۔ نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں اور بڑی آسانی سے ادھر ادھر تیر رہے ہیں ایک بجنے میں بیس منٹ باقی تھے کہ میں نے یہ خواب دیکھا۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 432، 433 طبع 2018ء)

3 ستمبر 1903ء فرمایا: ''اسہال آنے سے میری طبیعت میں کچھ کمزوری پیدا ہو گئی۔ ایک تھوڑی غنودگی میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں طرف دو آدمی پستولیں لیے کھڑے ہیں اس اثناء میں مجھے الہام ہوا۔ فِیْ حِفَاظَةِ اللّٰہِ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 271 طبع 2018ء)

جماعت کی حفاظت کے بارہ میں ایک مبشر رؤیا اور اس کی تعبیر

''مدّت کی بات ہے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور باغ کی طرف جاتا ہوں اور میں اکیلا ہوں۔ سامنے سے ایک لشکر نکلا جس کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے باغ کو کاٹ دیں۔ مجھ پر ان کا کوئی خوف طاری نہیں ہوا۔ اور میرے دل میں یقین ہے کہ میں اکیلا ان سب کے واسطے کافی ہوں۔ وہ لوگ اندر باغ میں چلے گئے اور اُن کے پیچھے میں بھی چلا گیا۔ جب میں اندر گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب مرے پڑے ہیں اور ان کے سر اور ہاتھ اور پاؤں کاٹے ہوئے ہیں اور اُن کی کھالیں اُتری ہوئی ہیں۔ تب خدا تعالےٰ کی قدرتوں کا نظارہ دیکھ کر مجھ پر رقّت طاری ہوئی اور میں رو پڑا کہ کس کا مقدور ہے کہ ایسا کر سکے۔

فرمایا: اس لشکر سے ایسے ہی آدمی مراد ہیں جو جماعت کو مُرتد کرنا چاہتے ہیں اور ان کے عقیدوں کو بگاڑنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے باغ کے درختوں کو کاٹ ڈالیں۔ خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کے ساتھ ان

کو ناکام کرے گا۔ اور ان کی تمام کوششوں کو نیست و نابود کر دے گا۔

فرمایا: یہ جو دیکھا گیا ہے کہ اس کا سَر کٹا ہوا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ان کا تمام گھمنڈ ٹوٹ جائے گا اور ان کے تکبّر اور نخوت کو پامال کیا جائے گا۔ اور ہاتھ ایک ہتھیار ہوتا ہے جس کے ذریعہ انسان دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔ ہاتھ کے کاٹے جانے سے یہ مراد ہے کہ ان کے پاس مقابلہ کا کوئی ذریعہ نہیں رہے گا اور پاؤں سے انسان شکست پانے کے وقت بھاگنے کا کام لے سکتا ہے لیکن ان کے پاؤں بھی کٹے ہوئے ہیں جس سے یہ مراد ہے کہ ان کے واسطے کوئی جگہ فرار کی نہ ہو گی اور یہ جو دیکھا گیا ہے کہ ان کی کھال بھی اتری ہوئی ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اُن کے تمام پردے فاش ہو جائیں گے اور ان کے عیوب ظاہر ہو جائیں گے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 254، 255 طبع 2018ء)

ختنہ

خواب میں اپنا ختنہ کرنا: تقویٰ کا طریق اختیار کرنا ہے۔ اس سے مراد شہوات کا کاٹنا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 36 طبع 2018ء)

خواب پر عمل

ایک صاحب نے اپنا ایک خواب بیان کیا جس میں کسی بڑے کام کے کرنے کی طرف اشارہ تھا مگر اس کام کے واسطے سامان سر دست مہیا نہ تھے اور ان کا منشا تھا کہ خواب کی بنا پر فوراً اس کام کو شروع کر دیں۔ حضرت نے فرمایا کہ: بعض خوابیں مدّت کے بعد پوری ہونے والی ہوتی ہیں جب تک کہ اس کام کے واسطے اللہ تعالیٰ اسباب مہیا نہ کرے تب تک صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیے۔ دیکھو حضرت یوسف پر جس قدر مصائب آئے وہ سب بے وقت خواب سنانے کی وجہ سے آئے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ قِیَامَ فِی مَا اَقَامَ اللّٰہ پر عمل کرے۔ یعنی جہاں خدا تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے وہاں کھڑا رہے جب تک کہ خدا تعالیٰ خود وہاں سے نکلنے کے سامان نہ بنائے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 115 طبع 2018ء)

خواب کا تعین

ایک شخص نے اپنا خواب عرض کیا کہ فلاں آدمی نے مجھے خواب میں ایسا کہا۔ فرمایا:

خواب کا تعین ہمیشہ صحیح نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ جس کو خواب میں دیکھا جاتا ہے اس سے مراد کوئی اور شخص ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 219)

خواب کی حقیقت

28 اپریل 1904ء: ایک نوجوان نے اپنے کچھ رؤیا اور الہامات سنانے شروع کئے جب وہ سنا چکا تو آپ نے فرمایا:

مَیں تمہیں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں اسے خوب یاد رکھو کہ ان خوابوں اور الہامات ہی پر نہ رہو بلکہ اعمال صالحہ میں لگے رہو بہت سے الہامات اور خواب سنیر و پھل کی طرح ہوتے ہیں جو کچھ دنوں کے بعد گر جاتے ہیں اور پھر کچھ باقی نہیں رہتا ہے۔ اصل غرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا اور بے ریا تعلق، اخلاص اور وفاداری ہے جو نرے خوابوں سے پوری نہیں ہو سکتی مگر اللہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہیئے جہاں تک ہو سکے صدق و اخلاص و ترکِ ریا و ترکِ منہیات میں ترقی کرنی چاہیئے اور مطالعہ کرتے رہو کہ ان باتوں پر کس حد تک قائم ہو، اگر یہ باتیں نہیں ہیں تو پھر خوابات اور الہامات بھی کچھ فائدہ نہیں دیں گے بلکہ صوفیوں نے لکھا ہے کہ اوائل سلوک میں جو رؤیا یا وحی ہو اس پر توجہ نہیں کرنی چاہیئے وہ اکثر اوقات اس راہ میں روک ہو جاتی ہے۔ انسان کی اپنی خوبی اس میں تو کوئی نہیں کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو وہ کسی کو کوئی اچھی خواب دکھاوے یا کوئی الہام کرے اس نے کیا کیا؟ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت وحی ہوا کرتی تھی لیکن اس کا کہیں ذکر بھی نہیں کیا گیا کہ اس کو یہ الہام ہوا، یہ وحی ہوئی بلکہ ذکر اگر کیا ہے تو اس بات کا کہ اِبْرَاهِيْمَ الَّذِی وَفّٰی۔ وہ ابراہیم جس نے وفاداری کا کامل نمونہ دکھایا۔ یا یہ کہ یٰۤاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ (الصافات:106)

یہ بات ہے جو انسان کو حاصل کرنی چاہیئے اگر یہ پیدا نہ ہو تو پھر رؤیا و الہام سے کیا فائدہ؟ مومن کی نظر ہمیشہ اعمالِ صالحہ پر ہوتی ہے اگر اعمالِ صالحہ پر نظر نہ ہو تو اندیشہ ہے کہ وہ مکر اللہ کے نیچے آ جائے گا۔ ہم کو تو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور اس کے لیے ضرورت ہے اخلاص کی، صدق و وفا کی، نہ یہ کہ قیل و قال تک ہی ہماری ہمت و کوشش محدود ہو، جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی برکت دیتا ہے اور اپنے فیوض و برکات کے دروازے کھول دیتا ہے اور رؤیا اور وحی کو القاء شیطانی سے پاک کر دیتا ہے اور اضغاث احلام سے بچا لیتا ہے پس اس بات کو کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ رؤیا اور الہام پر مدارِ صلاحیت نہیں رکھنا چاہیئے بہت سے آدمی دیکھے گئے ہیں کہ ان کو رؤیا اور الہام ہوتے رہے لیکن انجام اچھا نہیں ہوا جو اعمال صالحہ کی صلاحیت پر موقوف ہے۔ اس تنگ دروازہ سے جو صدق و وفا کا دروازہ ہے گذرنا آسان نہیں ہم کبھی ان باتوں سے فخر نہیں کر سکتے کہ رؤیا یا الہام ہونے لگے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہیں اور مجاہدات سے دستکش ہو رہیں، اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا وہ تو فرماتا ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40)

اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ مجاہدہ کرے اور وہ کام کر کے دکھلاوے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ صبح سے شام تک مکالمہ کرے تو یہ فخر کی بات نہیں ہو گی کیونکہ یہ تو اس کی عطا ہو گی، دھیان یہ ہو گا کہ خود ہم نے اس کے لیے کیا کیا۔

بلعم کتنا بڑا آدمی تھا، مستجاب الدعوات تھا اس کو بھی الہام ہوتا تھا لیکن انجام کیسا خراب ہوا، اللہ تعالیٰ اسے کتے کی مثال دیتا ہے اس لیے انجام کے نیک ہونے کے لیے مجاہدہ اور دعا کرنی چاہیئے اور ہر وقت لرزاں ترساں رہنا چاہیئے۔ مومن کو اعتقاد صحیح رکھنا اور اعمال صالحہ کرنے چاہئیں اور اس کی ہمت اور سعی اللہ تعالیٰ کی رضا اور وفاداری میں صرف ہونی چاہیئے۔ مومن کی صحیح رؤیا کی تعبیر یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق ہو اس کے اَوامر نواہی اور وصایا میں

پورا اُترے اور ہر مصیبت و ابتلاء میں صادق مخلص ثابت ہو۔ یاد رکھو کہ ابتلا بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ابتلاء شریعت کے اوامر و انواہی کا ہوتا ہے دوسرا ابتلاء قضاو قدر کا ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ (البقرۃ:156) پس اصل مردِ میدان اور کامل وہ ہوتا ہے جو ان دونوں قسم کے ابتلاؤں میں پورا اترے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اوامر و نواہی کی رعایت کرتے ہیں لیکن جب کوئی ابتلا مصیبت قضاو قدر کا پیش آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی بعض فقیر دیکھے گئے ہیں کہ ہمیں نفس کشی کی اس قدر مشق ہے کہ سارے دن میں صرف ایک مرتبہ سانس لیتے ہیں وہ ابتلاء کے وقت بہت ہی بودے اور کمزور ثابت ہوتے ہیں۔ قوی وہی ہے جو اعتقاد صحیح رکھتا ہو۔ اعمال صالحہ کرنے والا ہو اور مصائب و شدائد میں پورا اُترنے والا ہو اور یہی جوانمردی ہے جب تک عبودیت میں پورا اور کامل نہیں، رؤیا یا الہامات پر اس کا فخر بے جا ہے کیونکہ اس میں اپنی کوئی خوبی نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور اس امر میں کامیابی کے لیے ایک زمانہ دراز چاہیئے، جلدی کبھی نہیں چاہیئے جیسے کوئی شخص درخت لگاتا ہے تو پہلے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ ایک بکری بھی منہ مار کر اسے کھا سکتی ہے پھر اگر یہ اس سے بچے تو مختلف قسم کی آندھیاں اس پر چلتی ہیں اور اس کو اکھاڑنے کی کوشش کرتی ہیں، لیکن اگر وہ ان میں بھی بچ رہے تو پھر کہیں جاکر اسے پھول لگتے ہیں اور پھر وہ پھول بھی ہوا سے گرتے ہیں اور کچھ بچتے ہیں، آخر الامر پھل لگتا ہے اور اس پر بھی بہت سی آفتیں آتی ہیں کچھ یونہی گر جاتے ہیں اور کچھ آندھیوں میں تباہ ہوتے ہیں جو پکتے ہیں اور کھانے کے کام آتے ہیں۔

اسی طرح پر ایمانی درخت کا حال ہے اس سے پھل کھانے کے لیے بھی بہت سی صعوبتوں اور مشکلات میں ثابت قدم رہنا ضروری ہے۔ صوفی بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ جب تک موت نہ آوے زندگی حاصل نہیں ہوتی۔ قرآن شریف نے صحابہؓ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ (الاحزاب:24) یعنی بعض صحابہؓ میں سے ایسے ہیں جو اپنی جان دے چکے ہیں اور بعض ابھی منتظر ہیں جب تک اس مقام پر انسان نہیں پہنچتا بامراد نہیں ہو سکتا۔

دو قسم کے آدمی دراصل جان سلامت لے جاتے ہیں ایک وہ جو دین العجائز رکھتے ہیں یعنی جیسے ایک بڑھیا عورت ایمان لاتی ہے کہ اللہ ایک محمدؐ برحق ہے وہ اسرارِ شریعت کی تہہ تک پہنچنے کی ضرورت نہیں سمجھتی ہے۔ اور ایک وہ لوگ ہوتے ہیں جو سلوک کی راہ اختیار کرتے ہیں بڑے بڑے خونخوار دشت و بیابان ان کی راہ میں آتے ہیں مگر وہ ہزاروں موتیں برداشت کر کے پہنچ جاتا ہے۔ اس کی جوانمردی اور ہمت قابل تعریف ہے لیکن ایک اَور گروہ ہوتا ہے جو نہ تو دین العجائز اختیار کرتا ہے اور نہ اس راہ کو اختیار کر کے انجام تک پہنچتا ہے بلکہ اس دشت خونخوار میں پڑ کر راستہ ہی میں ہلاک ہو گیا۔ ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں جو مکر اللہ کے نیچے آجاتے ہیں غرض اس راہ کا طے کرنا بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے چاہیئے کہ دعا میں مشغول ہو اور قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھتے رہو کہ آیا اس کے حکموں پر چلتے ہو یا نہیں جس حکم پر نہیں چلتے، اس پر چلنے کے لیے مجاہدہ کرو اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ غرض اعمال صالحہ بڑی چیز ہے قرآن شریف کو دیکھ لو جہاں ایمان کا ذکر کیا ہے اسے اعمال صالحہ سے وابستہ کیا ہے۔ اس میں متوجہ ہو کر خدا تعالیٰ راضی ہو جاوے جب تک یہ بات نہ ہو کچھ نہیں۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 153-150)

خواب کی حقیقت

خواب کی فلاسفی بیان کرنے کی خاطر ایڈیٹر صاحب ''الحکم'' نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک مکتوب گرامی حاشیہ میں شائع کیا ہے، جو درج ذیل ہے۔ یہ مکتوب کس کے نام تھا۔ اس کا ایڈیٹر صاحب نے ذکر نہیں کیا۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی خواب کے آثار یوں ہی نظر آتے ہیں کہ انشاء اللہ رؤیا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہو گا۔ مگر اس بات کے لیے کہ مضمون خواب حیز قوت سے حد فعل میں آوے۔ بہت سی محنتیں درکار ہیں۔ خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں کہ جو ہزاروں من مٹی کے نیچے زمین کی تہہ تک میں واقع ہے۔ جس کے وجود میں تو کچھ شک نہیں لیکن بہت سی جانکنی اور محنت چاہیے تا وہ مٹی پانی کے اوپر سے بکلی دور ہو جائے اور نیچے سے پانی شیریں اور مصفّا نکل آوے۔ ہمتِ مرداں مدد خدا۔ صدق اور وفا سے خدا تعالیٰ کو طلب کرنا موجب فتحیابی ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:71)

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
آرے شود و لیک بخون جگر شود
گرچہ و صالش نہ بکوشش دہند
ہر قدر اے دل کہ توانی بکوشش

آپ کی ملاقات کے لیے میں بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں۔ بے وقت حج بھی فائدہ نہیں کرتا۔ اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کو جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے ہیں۔ اس کا یہی باعث ہے کہ انہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھ کے اور کچھ نہ دیکھا اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا۔ دل سخت ہو گیا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ملاقات جسمانی سے بھی کئی قسم کے ابتلاء پیش آجاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

آپ کے سوالات کا جواب جو اس وقت میرے خیال میں آتا ہے۔ مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے۔ آپ نے پہلے سوال یہ کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے، خواب میں کیوں نہیں ہوتا۔ اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا؟ سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اس حالت کا نام ہے جب بباعث غلبہ رُطوبت مزاجی جو دماغ پر طاری ہوتی ہے، حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہو جاتے ہیں۔ پس جب خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے

ہیں تو بالضرورت اس فعل میں بھی فتور آجاتا ہے پھر بعلّت اس فتور کے انسان نہیں سمجھ سکتا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری۔ لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے اَرباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ وحضور واستیلاء شوق و غلبۂ محبت ایک حالت غیبت حواس ان پر وارد ہو جاتی ہے جس کا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے۔ اس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے۔ اس جہت سے انسان اس بات پر متنبّہ ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر بیدار ہے خواب میں نہیں اور نیز اپنے مکان اور اس کی تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے۔ یعنی جس مکان میں ہے اس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں کی آواز بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے۔ صرف کسی قدر بجزبہ غیبی غیبت حس ہوتی ہے۔ اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنی رؤیا میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے۔ یہ علم بذریعہ حواس نہیں بلکہ اس علم کا منشاء فقط روح ہے۔ دوسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ فنائے اتم اعنی غایت المواج ونہایۃ الوصال میں علم حق رہتا ہے یا نہیں۔

اوّل سمجھنا چاہیے کہ فنا اتم عین وصال کا نام نہیں۔ بلکہ امارات اور آثار وصال میں سے ہے کیونکہ فنا اتم مراد اس حالت سے ہے کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی بہار ہو جاوے اور فعل اور ارادت الٰہی میں بکلی کھویا جاوے۔ یہاںتک کہ اسی کے ساتھ دیکھتا ہو اور اسی کے ساتھ سنتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ پکڑتا ہو۔ اور اسی کے ساتھ چھوڑتا ہو۔ پس یہ تمام آثار وصال کے ہیں نہ عین وصال کے اور عین وصال ایک بیچوں اور بیچگوں نور ہے کہ جس کو اہل وصال شناخت کرتے ہیں مگر بیان نہیں کر سکتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصال کا خدا تعالیٰ کے لیے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور کوئی حرکت اور سکون اس کا اپنے لیے نہیں رہتا بلکہ سب کچھ خدا کے لیے ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے۔ پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اس کی آنکھ میں باقی نہیں رہتا۔ یہاںتک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے۔ پس یہ مقام عبودیت و فنا اتم ہے جو غایت سیر اولیاء ہے اور اسی مقام میں غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے۔ غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے۔ صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے۔ سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے۔ کبھی شہود تام بے خبری تک بھی نوبت پہنچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے۔ اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ (الاعراف:144)

لیکن حالت تام وہ یہ جس کی طرف اشارہ ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (النجم:18)

یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہو گی۔ پس غایت یہی ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

(القیامۃ:23,24)

خاکسار مرزا غلام احمد۔ 18/مارچ 1883ء مطابق 8جمادی الاول 1300ء۔ واللہ اعلم بالصواب

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 284تا286)

دشمن سے بھاگنے کی تعبیر

28/دسمبر 1902ء: ’’خواب میں دشمن سے بھاگنا، اس پر فرمایا: اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ دشمن پر فتح ہو گی۔ اس کی نظیر میں معبروں نے موسیٰؑ کے قصہ کو پیش کیا ہے کہ موسیٰ فرعون سے بھاگے وہ دشمن تھا انجام کار آپ ہی فرعون پر غالب آئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 478-477)

نیشنل وصیت سیمینار

نیشنل شعبہ وصایا جرمنی کو مؤرخہ 21 اپریل 2025ء کو بیت الشکور گروس گیراؤ میں نیشنل وصیت سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی جس کی کارروائی لائیو سٹریم کے ذریعہ بھی نشر ہوئی اور دور و دراز کی جماعتوں نے بھی اس سے استفادہ کیا۔ پروگرام کی تیاری کا آغاز پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ فیکس سے کیا گیا۔ سیمینار کی صدارت مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی نے کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم محمد بلال اویس صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب نے پیش کیا۔ مقررین میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے ’’تعلیم القرآن اور موصیان کے فرائض‘‘ کے موضوع پر اردو میں اور مکرم باسل اسلم صاحب مربی سلسلہ گروس گیراؤ نے ’’خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت کا فروغ‘‘ کے عنوان پر جرمن میں تقاریر کیں۔ اس کے بعد مکرم اسامہ نسیم میر صاحب متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا۔ پروگرام کے اختتام پر مکرم نیشنل امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ سیمینار کی کارروائی کے اُردو و جرمن ترجمہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احباب جماعت نے بذریعہ فون اور ای میلز سیمینار کے حوالہ سے مثبت اور حوصلہ افزا تاثرات کا اظہار کیا۔ لوکل امارت گروس گیراؤ اور لوکل امارت میورفیلڈن کے علاوہ قریبی جماعتوں کے 400 سے زائد احباب نے ہال میں بیٹھ کر سیمینار میں شرکت کی۔ شعبہ سمعی وبصری کے اعداد و شمار کے مطابق 15 ہزار سے زائد افراد آن لائن اس پروگرام سے مستفید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے انعقاد کے نیک اور دُوررس نتائج پیدا فرمائے۔ (نفیس احمد عتیق۔ مربی سلسلہ شعبہ وصایا)

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

کھانے کے بعد گرما گرم چائے اور کافی کی طلب

کافی میں ایک ہزار سے زیادہ کیمیائی مرکبات ہوتے ہیں جن میں سے چند کو ہم کیفین، پولیفینول اور ٹینز کے طور پر جانتے ہیں۔ یہ اجزا آپ کا کھانا جذب یا ہضم کرنے کے عمل کو کم کر سکتے ہیں۔ان غذائی اجزا میں کیلشیم، آئرن اور وٹامن بی وغیرہ شامل ہیں۔ یونیورسٹی کالج لندن کے محقق اور ہیلتھ سائنسز اکیڈمی کے چیف سائنس ایجوکیٹر الیکس روآنی کہتے ہیں کہ 'غذائی اجزا کا جذب مکمل طور پر 'بلاک' نہیں ہوتا ہے البتہ اس عمل میں کچھ کمی واقع ہو سکتی

ہے۔لائنس پالنگ انسٹیٹیوٹ کی ڈائریکٹر پروفیسر ایملی ہو کہتی ہیں کہ اگر آپ کی غذائیت کی سطح پہلے سے ہی بہتر ہے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جنہیں غذائیت کی کمی کا خطرہ ہو یا اس کا شکار ہو چکے ہوں ان کے لیے کافی کا زیادہ استعمال مزید کمی کا باعث بن سکتا ہے۔ حاملہ خواتین کو اپنے جسم میں فولاد کی مقدار پر نظر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور زیادہ کافی پینے سے اس میں کمی واقع ہو سکتی ہے. کافی میں پولیفینول اور بطور خاص کلوروجینک ایسڈ ہوتے ہیں جو پھلوں اور سبزیوں سے آنے والے آئرن کو خون میں مناسب طریقے سے جذب ہونے سے روکتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر جسم کے لیے ضروری آئرن یا فولاد ان مرکبات میں پھنس جاتا ہے اور بالآخر جزو بدن بننے کی بجائے خارج ہو جاتا ہے۔ گویا فولاد اور خون کی کمی کے شکار افراد کو آئرن سے بھرپور کھانے کے ساتھ کافی پینے کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے۔ اگر پینے کی طلب ہو تو بہتر ہے کہ کھانے سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے یا چند گھنٹے بعد کافی سے لطف اندوز ہوں تا کہ وہ فوری طور پر اثرانداز ہو کر نظام ہضم کو نقصان نہ پہنچا سکے[1]۔

کھانے کو فریز اور ڈی فریز کرنے کا طریق

گرم کھانا فریج میں نہ رکھیں، اسے ٹھنڈا ہونے دیں کیونکہ گرم کھانے کو فوراً فریج میں رکھنے سے آپ کے فریج کا درجہ حرارت بڑھ سکتا ہے اور بیکٹیریا کو بڑھنے کا موقع مل سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ اپنے کھانے کو کمرے کے درجہ حرارت پر ٹھنڈا ہونے دیں اور ٹھنڈا ہوتے ہی اسے فریج میں رکھیں۔ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ کھانے

کو فریج میں 5 سینٹی گریڈ درجہ حرارت سے نیچے رکھنے سے نقصان دہ 'پیتھوجینز' کی افزائش محدود ہو جاتی ہے جبکہ منفی 18 سینٹی گریڈ پر کھانا فریز کرنے سے بیکٹیریا غیر فعال ہو جاتے ہیں تاہم فریزنگ کے دوران بیکٹیریا نہیں مرتے نہیں بلکہ وہ کھانے کے ڈی فراسٹ ہونے کے بعد دوبارہ فعال ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح کھانا اگر پوری طرح ڈی فراسٹ نہ ہو تو اس سے پھر سارا کھانا ٹھیک سے نہیں پکے گا اور کچھ نقصان دہ بیکٹیریا اس کھانے میں رہ جائیں گے۔ مزید یہ کہ کھانے کو بار بار فریز اور ڈی فریز نہیں کرنا چاہئے بلکہ ڈی فراسٹ کرنے کے بعد کھانے کو جلد استعمال کر لینا چاہیے[2]۔

کسی انسان یا چیز کو چھونے پر کرنٹ لگنا

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آپ دروازے کو چھوتے ہیں تو آپ کو بجلی کا ہلکا سا جھٹکا لگتا ہے یا اگر آپ میز سے اپنا موبائل اٹھائیں گے تو آپ کو کرنٹ لگنے کا احساس ہوتا ہے۔ اصل میں اس عمل کا ذمہ دار 'سٹیٹک چارج' ہے۔ کسی بھی چیز یا اس کی سطح پر بننے والے برقی چارج کو 'سٹیٹک

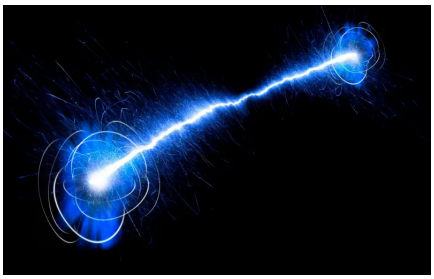

چارج' کہا جاتا ہے۔ یہاں چارج کا مطلب الیکٹران کی منتقلی ہے۔ یہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب الیکٹران ایک مادے سے دوسرے میں منتقل ہوتے ہیں۔ جب ہم کسی سطح یا جسم کو چھوتے ہیں تو اس رابطہ سے رگڑ پیدا ہوتی ہے اور یہ الیکٹران رگڑنے یا رابطے کی وجہ سے ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتے ہیں اور اس سبب سے ہمیں ایک جھٹکا سا لگتا ہے[3]۔

1.https://www.bbc.com/urdu/articles/cn05nz2qeego

2.https://www.bbc.com/urdu/articles/c75dgr2q10lo

3.https://www.bbc.com/urdu/articles/c4grrzq4dwqo

راہِ حق میں ایک اور جاں نثاری

جمیل احمد بٹ

مکرم لئیق احمد چیمہ صاحب شہید

18 اپریل 2025ء نمازِ جمعہ کے وقت کراچی میں احمدیہ ہال کے باہر دسیوں بے علموں کے بہکائے ہوئے، عقل وفہم سے عاری اور عملاً خونخوار جانوروں کی مانند ظالموں کے ہاتھوں بہادری سے بہیمانہ تشدّد سہہ کر محض احمدی ہونے کے جرم میں 46 سالہ ایک اور نہتا احمدی سپوت ہمیشہ کے لئے امر ہوا۔ بے شک ہم سب اللہ کے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ مسجد ''احمدیہ ہال'' کے باہر بلوائیوں کے مجمع سے پیدا شدہ خطرناک صورتحال کی خبر پر ڈیوٹی کے لئے آ کر فرمانبردار، خدمت گزار اور فرض شناس پیارے لئیق احمد چیمہ صاحب کا یوں اپنی جان گزار دینا وہ قابلِ رشک موت ہے جسے موت کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے کہ ایسے مقتول زندہ ہی رہتے ہیں۔

پہلے خونِ ناحق کی مانند: تشدّد کے لئے قاتلوں کا ڈنڈوں، لاتوں اور گھونسوں کے ساتھ ساتھ شہید کو پتھر مار مار کر اتنا لہولہان کرنا کہ سفید لباس کا خون رنگ ہو جانا اور سینکڑوں بے حِس تماش بینوں کا خاموش رہنا، 120 سال قبل کی اُس شہادت کی یاد بھی دلاتا ہے جب کابل کے میدان میں ایک مقدس وجود کو قبولِ حق کے جرم میں پتھر مار مار کر شہید کیا گیا اور ہزارہا شہری اس سانحہ کو تماشا جان کر دیکھنے جمع ہوئے۔ کابل کی زمین اُس خونِ ناحق کی پاداش میں خدا کی نظروں سے گرائی گئی اور آج تک عذاب کا شکار ہے۔ آج کے شہید کے مجرموں کی سزا دہی کے لئے اس زمین پر اللہ کی تقدیر کس طرح ظاہر ہو گی یہ کل معلوم ہو گا۔

ظالم ہمیشہ اس سچ کو جس کا وہ دلیل سے مقابلہ کرنے سے عاجز رہتے ہیں اپنی اکثریت اور طاقت کے بل پر تشدد، بائیکاٹ اور خون ریزی سے دبانے کی ناکام ونامراد کوشش کرتے ہیں۔ اگر کل نمرود، فرعون، رُومی، سردارانِ قریش اور ان کے حاشیہ بردار حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال کر، حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے والوں کو غلام رکھ کر، حضرت مسیح ناصریؑ کے ماننے والوں کو ظلم وبربریت سے بار بار زیرِ زمین غاروں میں رہنے پر مجبور کر کے، آنحضرت ﷺ اور ان کے ماننے والوں کا اپنی اسمبلی کے فیصلہ کے تحت برسوں بائیکاٹ کر کے، بہت سے مومنوں کو بے دردی سے مار پیٹ کر، مکہ کی تپتی ریت پر منہ کے بل پیٹھ پر بھاری پتھر رکھ کر لٹائے رکھ کر، پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر گھسیٹ کر، تیز دھوپ میں لوہے کی زرہ پہنا کر ظالمانہ طریق پر کئی مومنین کی جانیں لے کر بظاہر وقتی طور پر کامیاب رہے بھی تو ان کی یہ خوشیاں عارضی ثابت ہوئیں اور بالآخر وہ دائمی طور پر ناکام ونامراد ہوئے اور سچ انجام کار فتح یاب ہوا۔

آج پھر تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ یقیناً آخری نتیجہ بھی دہرایا جائے گا۔ بالآخر ظلم مٹ جائے گا اور سچائی ہمیشہ کے لئے جیت جائے گی۔ اور اس جدوجہد کے دوران صبر سے بہادرانہ قربانیاں کرنے، شب و روز گالیاں سننے، ناانصافیاں اور حق تلفیاں سہنے اور جان دینے والے زندہ لوگوں کے لئے جلد دائمی خوشی کا سامان ہو گا۔ ان شاء اللہ۔

احمدیوں پر ظلم کی اس راہ کو کھولنے والوں کا دار پر چڑھایا جانا اور اس آگ کو بھڑکانے والوں کا ہوا میں جلا کر راکھ کیا جانا تو ابھی کل کی بات ہے۔ تاریخ سے سبق نہ سیکھنے والے اب کے ظالم اگر نئے مکروں پر تُلے ہوئے ہیں تو شاید وہ بھول گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خیر الماکرین ہے اور جب اس کی پکڑ آتی ہے تو سارے مکر دھرے رہ جاتے ہیں۔ یہ الٰہی تقدیر ہے جو سلسلہ انبیاء میں بار بار ظاہر ہوئی ہے اور یہ بھی قانونِ الٰہی ہے کہ اللہ کی سنت تبدیل نہیں ہوتی۔

ہر پہلے سانحہ کی طرح اس نقصان پر ایک بار پھر احمدیوں کے اس مثالی صبر کا بے مثال اظہار ہوا جو اللہ نے اپنے فضل اور رحم سے انہیں عطا فرمایا ہوا ہے۔ صبر کی یہ طاقت انہیں استقامت عطا کرتی ہے۔ یہی صبر واستقامت انہیں ظاہر میں پرسکون ومطمئن رکھتی ہے اور دیکھنے میں طاقتور، دنیوی سہاروں سے مستغنی ہوتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اپنے دل کے زخم صرف اپنے ربّ کو دکھانے ہیں۔ نسلوں سے اللہ کے حضور گریہ وزاری اور اس سے مدد کی طلب ان کا شِعار رہا ہے اور ہمیشہ ہی انہوں نے اللہ کو اپنا مددگار پایا ہے۔ ایک جنگل جیسے معاشرہ میں رہتے ہوئے اللہ ہی ان کی عافیت کا حصار ہے۔ وہی جس نے اپنے بندے کو مشکل کے وقت ان الفاظ سے سہارا دیا تھا کہ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ اور جو ہمیشہ اس کی جماعت کے لئے کافی رہتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ اللہ ہی اس کے لئے کافی رہے۔ ہر ایک حضرت مسیح موعودؑ سے اپنے تعلق کے دعویٰ کو اپنے عمل سے سچ ثابت کرنے والا ہو۔ اور اپنے آپ کو ویسا بنالے جیسا پہلے ایمان لانے والے۔ مکہ کی گلیوں کے

وہ باسی جنہوں نے حق قبول کیا تو ساتھ ہی ایک نئی زندگی بھی پائی۔عرب کے غیر مہذّب اور غیر متمدّن معاشرے سے نکل کر وہ پہلے بااخلاق ہوئے اور پھر باخدا۔

اللہ کے ہر حکم پر عامل، بندوں کے حق ادا کرنے والے، صابر و شاکر، ہر قربانی کے لئے ہر دم کمر بستہ، قربانی کی توفیق نہ پانے پر غم سے آنسو بہانے والے، اللہ کی یاد میں مگن اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں سرشار۔وہ لوگ جن کے لئے فرمایا گیا کہ بعض لوگ دیکھنے میں ایسے خستہ ہوتے ہیں کہ کسی دَر پر ہوں تو دھتکار دئے جائیں لیکن اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کسی بات کے ہونے کا کہیں تو اللہ ان کی خاطر ویسا ہی کر دیتا ہے۔اُن مومنوں کی طاقت کا سرچشمہ ان کا اللہ پر ایمان اور اس سے زندہ تعلق تھا۔یہی وہ طاقت ہے جو طوفانوں کا منہ پھیر دیتی ہے۔

آج ہم بھی اسی راستے کی طرف بلائے گئے ہیں۔اس حوالے سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس شہادت کے دن کا یہ ارشاد ہی اب ہماری راہِ عمل ہے: ''پاکستانی احمدی بھی اپنے لیے دعا کریں، اور جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ درود کی طرف توجہ کریں اور دو سو مرتبہ پڑھا کریں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔ اس وقت اس طرف جتنی توجہ کر سکتے ہیں ہونی چاہیے۔اگر ہم دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ دیں گے تو پھر ہی کامیابی ہے... جتنی توجہ دینی چاہیے تھی وہ توجہ دی نہیں جا رہی... ہمارا ہتھیار تو صرف دعائیں ہیں اس بارے میں مَیں کئی بار بیان کر چکا ہوں۔حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات بیان کر چکا ہوں... دعائیں ہی ہیں جو ہماری کامیابی کا حل ہیں۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے اور ہم دعا کا حق ادا کرنے والے بنیں''۔

اللہ شہید کی دو بیواؤں اور سات کم سن بچوں کو اپنی حفظ و امان اور سایہ عاطفت میں رکھے، انہیں ان کے پیارے کی اس قربانی کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اور صبر و شکر کے ساتھ اپنی رضا کی راہوں پر چلاتا چلا جائے، ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

قراردادِ تعزیت جماعت احمدیہ جرمنی

بروفات حسرت آیات

محترمہ امۃ المصوّر نوری صاحبہ

محترمہ امۃ المصوّر نوری صاحبہ اہلیہ مکرم میجر جنرل (ر) ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب مؤرخہ 16 اپریل 2025ء کو کچھ عرصہ کی علالت کے بعد اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا　　اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحومہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پوتی، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی نواسی، کرنل مرزا داؤد احمد صاحب کی بیٹی اور حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی چچازاد ہمشیرہ تھیں۔آپ کی شادی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کا رشتہ ازخود استخارہ کے بعد تجویز فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، متوکل، نیک طبیعت، مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنے والی، خاوند کا ساتھ دینے والی، صابر، مخلص خادم دین، قرآنِ کریم سے محبت رکھنے والی، غریبوں کی ہمدرد، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرنے والی، واقفینِ زندگی کی عزت کرنے والی خاتون تھیں۔

اسی طرح آپ کے اوصافِ کریمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء سے غیرمعمولی محبت و فدائیت اور اطاعت نمایاں تھی۔محترم ڈاکٹر نوری صاحب نے فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد وقف کیا اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں اپنی خدمات پیش کیں تو آپ نے محترم ڈاکٹر صاحب کا پورا ساتھ دیتے ہوئے، اس خدمت کو ممکن بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا، فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

صدمہ کے اس موقع پر ہم جملہ افرادِ جماعت احمدیہ جرمنی اپنے پیارے آقا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، مکرم ڈاکٹر نوری صاحب اور آپ کے بچوں اور جملہ افرادِ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تعزیت کرتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانے والی اس نیک روح کے ساتھ غیرمعمولی عفو و مغفرت کا سلوک فرمائے، اپنی رضا کی جنتوں میں داخل کرے اور اپنے حبیب ﷺ کے قدموں میں جگہ عطا فرما کر بلندیٔ درجات کے سامان کرے اور آپ کی روحانی و جسمانی نسلوں کو آپ کا قائمقام بنائے، آمین ثم آمین۔

ہم ہیں اراکینِ جماعت احمدیہ جرمنی

قسط دہم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

سفیر پاکستان سے ملاقات

ان دنوں دراز قد، حلیم طبیعت سید سجاد حیدر صاحب جرمنی میں پاکستان کے سفیر تھے۔ انبالہ ان کا آبائی وطن تھا اور تقسیم ہند سے پہلے وہ انڈین سول سروس کا امتحان پاس کر چکے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد وزارت خارجہ سے منسلک ہو گئے۔ بہت سادہ مزاج، ملنسار طبیعت کے مالک تھے۔

اس زمانہ میں جو چند سو پاکستانی جرمنی میں موجود تھے ان کی بڑی اکثریت فرانکفرٹ اور اس کے گردونواح میں رہتی تھی۔ اس کی بڑی وجہ یہاں امریکن آرمی کی موجودگی تھی جہاں انگریزی زبان سے واقفیت کی بدولت ملازمت اور ورک پرمِٹ بہت آسانی سے مل جاتے تھے۔

دوپہر ڈھلنے کے بعد سفیر پاکستان جناب سید سجاد حیدر صاحب حضور سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ یہ ملاقات حضور کے دفتر میں ہی ہوئی البتہ دعوتِ عصرانہ کا انتظام مشن ہاؤس کے عقب میں موجود گراسی پلاٹ میں کیا گیا تھا جس میں تمام حاضرین شامل ہوئے۔ دعوت عصرانہ کے دوران بھی اصل گفتگو حضور اور سید سجاد حیدر صاحب کے درمیان جاری رہی۔ وہاں موجود دیگر شرکاء اس گفتگو سے محظوظ ہوتے رہے۔ گفتگو کا محور ان سیاسی حالات کا تذکرہ تھا جن کا انجام بنگلہ دیش کے قیام کی صورت میں سامنے آیا۔ ان دنوں پاکستان میں شدید سیلاب آیا ہوا تھا۔ سیلاب کی تباہ کاریوں کے تذکرہ کے دوران سفیر محترم نے حضور کو بتایا کہ جماعت جرمنی نے سیلاب کے امدادی فنڈ میں تین ہزار مارک کا وعدہ کیا ہے اور پانچ سو مارک ادا بھی کر دیئے ہیں۔ اس موقعہ پر حضور نے نائیجیرین احمدی دوست وزیری عبدو کو سفیر صاحب سے متعارف کرواتے ہوئے فرمایا کہ جب میں نائیجیریا گیا تھا تو احمدی نہ ہونے کے باوجود میرے سارے دورے کے دوران انہوں نے اپنی مرسیڈیز کار پیش کی اور پھر خود ڈرائیو بھی کیا اور میری وہاں سے روانگی سے قبل بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس موقعہ پر ڈاکٹر Klaus کو بھی حضور سے متعارف کروایا گیا۔ ڈاکٹر Klaus ایک ادارے کے سربراہ تھے جو غیر ملکی نان گریجویٹ نوجوانوں کو ہنرمند بنانے کے لئے جرمن کمپنیوں کے نام تعارفی خط جاری کرتا تھا۔ (الفضل 21 ستمبر 1973ء)

سفیر صاحب زیادہ وقت دفتر میں ہونے والی ملاقات میں گزار آئے تھے اس لئے دعوتِ عصرانہ سے تیس منٹ لطف اندوز ہونے کے بعد حضور سے رخصت کی اجازت چاہی۔ حضور چند قدم ان کے ساتھ گئے اور پھر الوداعی مصافحہ کے بعد اپنے خدام کی طرف لوٹ آئے البتہ مکرم چوہدری محمد علی صاحب اور مکرم ظہور احمد باجوہ صاحب، سفیر صاحب کو رخصت کرنے ان کی کار تک گئے۔

16 ستمبر 1973ء کے الفضل میں شائع ہونے والی رپورٹ میں صرف یہ درج ہے کہ ایک ملک کے سفیر حضور سے ملاقات کے لئے تشریف لائے اور اس ملاقات پر آدھی صدی سے زیادہ وقت گزر چکا اس لئے میں نے تفصیل سے اس ملاقات کا ذکر کر دیا ہے۔

حضور کی ایک اہم نصیحت

حضور نے خدام کی طرف لوٹ آنے کے بعد مکرم انوری صاحب سے پوچھا کہ مسجد کی تعمیر کی فائل کہاں ہے۔ مکرم انوری صاحب نے جواب میں عرض کیا کہ مسجد نور کی تعمیر کے تمام مراحل کی نگرانی ہمبرگ سے کی جا رہی تھی اس لئے اصل فائل تو ہمبرگ میں ہے۔ البتہ مسجد تعمیر کرنے والی کمپنی کا دفتر قریبی شہر Bad Vilbel میں ہے جہاں سے کل نقل حاصل کی جا سکتی ہے۔ حضور نے فرمایا نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ پھر وہاں موجود دوستوں سے پوچھا کہ کسی کا قدم ایک میٹر کے برابر ہے۔ ساتھ ہی

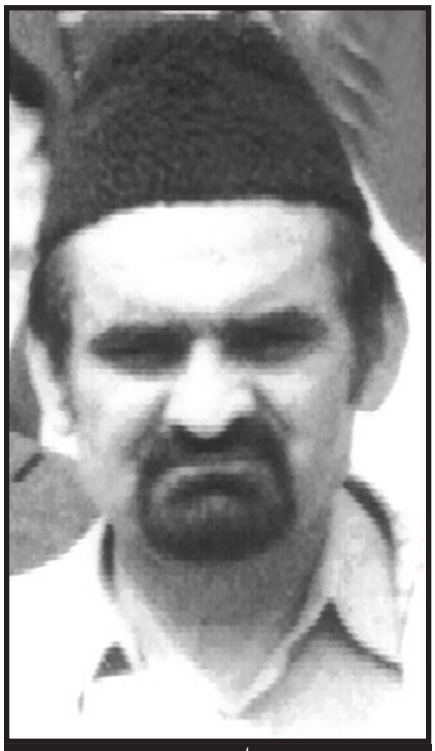

مکرم محمد اسمٰعیل خالد صاحب

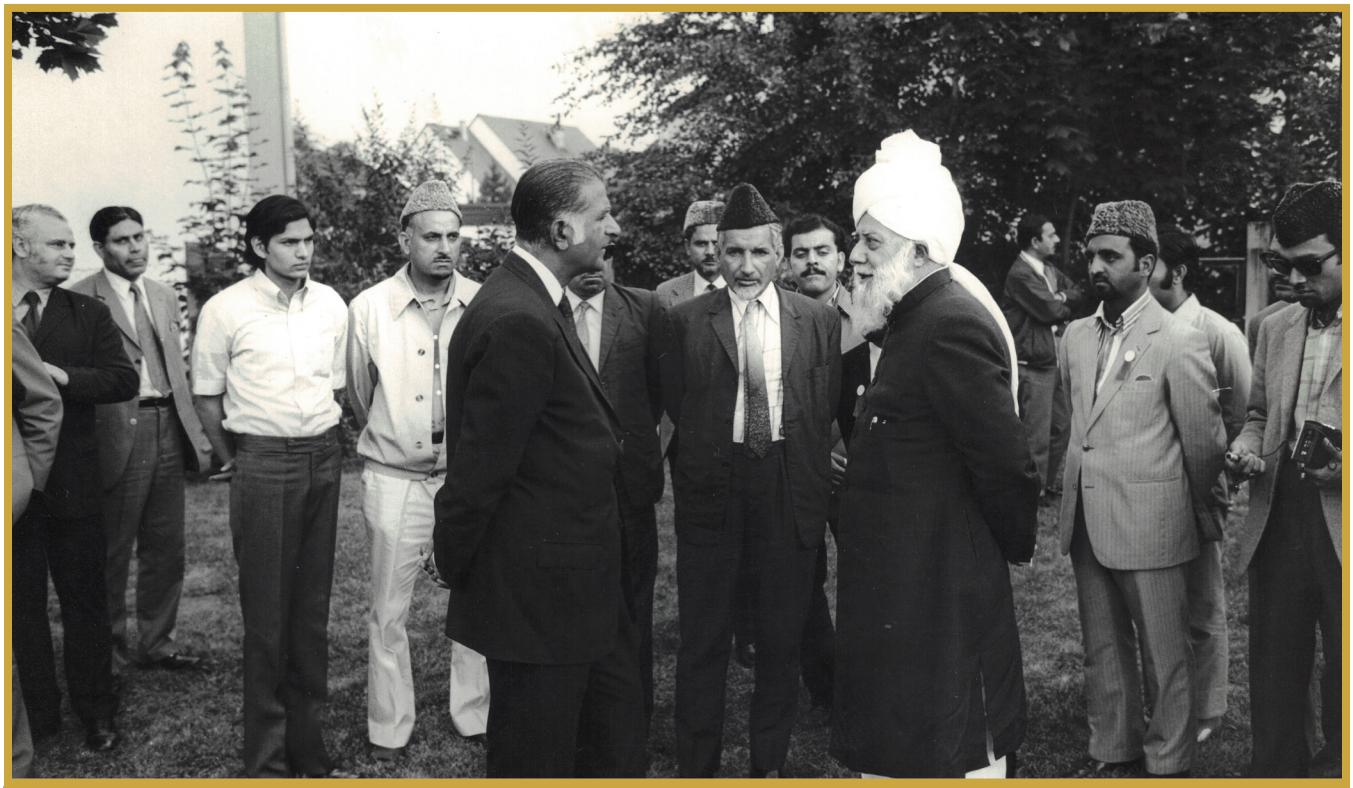

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی مسجد نور فرانکفرٹ کے لان میں سفیر پاکستان متعین جرمنی جناب سجاد حیدر صاحب سے ملاقات کا ایک منظر (1973) درمیان میں محترم چودھری ظہور احمد باجوہ صاحب کھڑے ہیں۔

پنجابی زبان میں مکرم محمد اسمٰعیل خالد صاحب سے مخاطب ہوئے کہ ''تہاڈا قدم اک میٹر دا نئیں'' انہوں نے پنجابی میں ہی جواباً عرض کیا کہ عام چال میں تو تھوڑا چھوٹا ہے لیکن اس کو ایک میٹر تک بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس پر حضور نے ان سے فرمایا کہ لمبائی اور چوڑائی کے رخ زمین کی پیمائش کریں۔ چنانچہ محمد اسمٰعیل خالد صاحب نے حضور کے حکم پر زمین کی پیمائش کر کے بتائی۔ اس پر حضور نے اپنی طرف سے ایک Calculation کی جس کو وہاں موجود سب احباب نے دیکھا۔ اس کے بعد حضور نے مسجد کی چار دیواری کی جگہ جو تاروں کی باڑ لگی ہوئی تھی اس کے ساتھ ساتھ اس طرح چلنا شروع کیا جیسے کوئی جائزہ لے رہے ہوں۔ تینوں اطراف کا جائزہ لینے کے بعد حضور مسجد کے عقب میں لگی باڑ پر دوبارہ تشریف لے گئے اور وہاں موجود افراد کو اس جگہ پر بلایا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں دونوں طرف سے آنے والی باڑ کا ملاپ ہوتا ہے۔ اس ملاپ کی جگہ پر چند ملی میٹر کا خلا تھا۔ دونوں طرف سے آنے والی باڑ آگے پیچھے تھیں۔ اس جگہ پر کھڑے ہو کر حضور نے فرمایا کہ ان کو یہاں پر آپس میں ملا ہوا ہونا چاہئے۔ اب یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ ہماری طرف کی باڑ ہمسایہ کی زمین میں چلی گئی ہے یا ہمسایہ نے ہماری چند ملی میٹر زمین ہتھیا لی ہے۔ لیکن یہ اتنا چھوٹا خلا ہے کہ غلطی سے ایسا ہو جانے کا امکان زیادہ ہے۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ ہمسایہ کون ہے۔ انوری صاحب نے عرض کی کہ میڈیکل ڈاکٹر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو اس نے باڑ لگاتے وقت بے احتیاطی کی تو میں یہ چند ملی میٹر زمین اس کو معاف کرتا ہوں تا کہ گنہگار نہ رہے اور اگر ہم سے بے احتیاطی ہوئی ہے تو آپ درست کروالیں۔ لیکن یہ اتنی بڑی بات نہیں جس طرح مجھ سے بیان کی گئی کہ مبلغ سو رہا ہے اور ہماری زمین پر قبضہ ہو گیا ہے۔ اس وقت حضور کے چہرے پر ناراضگی کے آثار نمایاں تھے اور حضور نے وہاں موجود ایک خادم کو بنظر غور دیکھتے ہوئے فرمایا کہ خلیفہ وقت کے آگے بات بڑھا چڑھا کر نہیں پیش کرنی چاہئے بلکہ اصل حقیقت ہی بیان کرنی چاہئے۔

اس وقت ماحول خاصا سنجیدہ ہو گیا لیکن مکرم انوری صاحب نے ہمت کر کے عرض کی کہ حضور میں نے ماہ اکتوبر میں مشن کا چارج لیا ہے اور یہ باڑ اس سے پہلے لگ چکی تھی۔ میں اس کا ازسرنو جائزہ لے کر درست کروا دوں گا۔ حضور نے فرمایا مجھ تک بات اس طرح پہنچی تھی کہ مجھے فکر ہوئی۔ اب میں وہ پارٹ ہمسایہ کو معاف کر چکا ہوں۔ یہ کہہ کر حضور اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ ہم خدام کے لئے اس روز کی خوشگوار شام ذرا بوجھل ہو گئی۔ برادرم محمد اسمٰعیل خالد صاحب نے اس دوست کے ساتھ حساب چکانے کی اپنی کوشش جاری رکھی جن کو غور سے دیکھتے ہوئے حضور نے فرمایا تھا کہ خلیفہ وقت کے آگے بات بڑھا چڑھا کر نہیں پیش کرنی چاہیے بلکہ اصل حقیقت ہی بیان کرنی چاہئے۔ شام کو حضور نے Henningerturm پر Revolving ریستوران میں کھانا کھانے کا فیصلہ فرمایا۔ حضور نے ممبران قافلہ کے علاوہ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب اور نائیجیرین احمدی دوست وزیری عبدو صاحب کو بھی کھانے پر ساتھ مدعو فرمایا۔ (الفضل 21 ستمبر 1973ء)

اگلے روز 24 اگست کو صبح دس بجے حضور معہ قافلہ زیورک تشریف لے گئے۔ واپسی پر آسٹریا میں ایک رات قیام کے بعد جرمنی میں داخل ہوئے اور رات Hannover میں ہوٹل میں قیام فرمایا اور اگلی صبح Hannover سے ساحلی شہر Puttgarden تشریف لے جا کر بذریعہ فیری ڈنمارک تشریف لے گئے۔

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

ایرانی بندر گاہ پر دھماکا

26 اپریل کو جنوبی ایران کے شہر بندر عباس کی بندر گاہ پر ہونے والے ایک زوردار دھماکا میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد بڑھ کر 25 ہو گئی ہے جب کہ زخمیوں کی تعداد 800 ہے۔ ایرانی ذرائع ابلاغ کے مطابق یہ ہولناک دھماکا خطرناک اور کیمیائی مواد ذخیرہ کرنے والے ڈپو میں آگ لگنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ نیو یارک ٹائمز کی خبر کے مطابق دھماکے کی وجہ سوڈیم پرکلوریٹ کا مواد تھا جو میزائلوں کے ایندھن کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔ عالمی خبروں کے مطابق یہ کیمیائی مواد چین سے بحری راستے سے ایران پہنچا تھا۔

پوپ فرانسس کی تدفین

پوپ فرانسس کی تدفین ہفتہ 26 اپریل کو چرچ سانتا ماریا ماجورے باسیلیکا میں کردی گئی۔ ارجنٹائن سے تعلق رکھنے والے پوپ فرانسس 21 اپریل کو بعمر 88 سال انتقال کر گئے تھے۔ روم کے St. Peters Square میں ہونے والی آخری رسومات میں 4 لاکھ سوگواران نے شرکت کی جس میں عالمی راہنما، صدور، بادشاہ اور وزرائے اعظم بھی شامل تھے۔

سعودی عرب ویژن 2030ء

سعودی حکومت نے ویژن 2030ء سے متعلق منصوبوں بارے رپورٹ جاری کی ہے جس میں بتایا گیا کہ 2030ء سے متعلق 85 فیصد منصوبے مکمل ہو چکے ہیں یا مکمل ہونے کے قریب ہیں۔ اس حوالے سے شاہ سلمان کا ایک بیان بھی نشر ہوا ہے جس میں ان منصوبوں کی ایک دہائی سے بھی کم عرصے میں تکمیل کو ایک بڑی کامیابی قرار دیا گیا ہے جس نے سعودی مملکت کو ایک مثالی ریاست بنا دیا ہے۔ اس حوالے سے سماجی و معاشی سطح پر بڑی اصلاحات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ شاہ فرمانروا نے ان تعمیراتی اصلاحات کو اجتماعی طور پر جاری رکھنے کا بھی اعلان کیا۔

جرمن معیشت کساد بازاری کا شکار

جرمنی کی معیشت گزشتہ کئی سالوں سے سنبھالے نہیں سنبھل رہی، جس کی متعدد وجوہات ہیں۔ اسی ضمن میں جرمن وفاقی بنک کے سربراہ کی جانب سے ایک بیان سامنے آیا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جرمن معیشت کو اس سال دوبارہ کساد بازاری کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اسی ضمن میں برلن حکومت نے سال رواں کے لئے ملکی اقتصادی ترقی کی متوقع شرح صفر فیصد کردی ہے۔ اس کی ایک وجہ امریکی صدر کی جانب سے تجارتی ٹیرف کی شرح میں اضافہ بھی قرار دی گئی ہے۔

دنیا کی چوتھی بڑی معیشت

کیلفورنیا نے جاپان سے چوتھی بڑی عالمی معیشت کا اعزاز چھین لیا اور اب یہ گولڈن سٹیٹ صرف امریکہ، چین اور جرمنی سے پیچھے ہے۔ اس امر کا انکشاف امریکی بیورو آف اکنامک اینالیسس کے اعداد و شمار کی روشنی میں ہوا ہے جس کے مطابق گزشتہ سال کیلفورنیا کی مجموعی ملکی پیداوار (جی ڈی پی) 41 کھرب ڈالر تک پہنچ گئی جو امریکہ کی کل جی ڈی پی کا 14 فیصد ہے۔ ان اعداد و شمار کی روشنی میں امریکہ کی سب سے خوشحال ریاست کیلفورنیا نے جاپان کو اقتصادی ترقی میں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ جاپان کی گزشتہ سال جی ڈی پی 40.2 کھرب ڈالر تھی۔

حماس کی جنگ بندی پر مشروط رضامندی

حماس کے ایک راہنما کا بیان سامنے آیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر غزہ کی پٹی پر پانچ سال کی جنگ بندی کا معاہدہ ہوتا ہے تو وہ تمام یرغمالی اسرائیلیوں کو رہا کرنے پر تیار ہیں۔ یہ بیان قاہرہ میں مصری ثالثوں کے ساتھ مذاکرات شروع ہونے سے ایک دن قبل سامنے آیا ہے۔ دوسری طرف اسرائیل کی جانب سے 45 دن کی جنگ بندی کے نتیجہ میں دس زندہ یرغمالیوں کی رہائی کی پیشکش کی گئی ہے۔ اتوار کو ہونے والے ثالثی مذاکرات میں مزید مطالبات بھی فریقین کی جانب سے پیش کئے جانے کا امکان ہے جس میں ایک مطالبہ حماس کو غیر مسلح کرنے کا بھی ہے۔

امریکہ اور یوکرین کے مابین معاہدہ

کشیدہ ماحول میں مہینوں کی بات چیت کے بعد، امریکہ نے یوکرین کے معدنی اور توانائی کے ذخائر کی مستقبل میں فروخت سے حاصل ہونے والے منافع کو باہم تقسیم کرنے کے لیے ایک معاہدے پر دستخط کر دیے ہیں۔ اس معاہدے کا مقصد یوکرین کے دفاع اور تعمیر نو میں سرمایہ کاری جاری رکھنے کے لیے امریکہ کو اقتصادی ترغیب فراہم کرنا ہے۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ پہلے سے دی گئی امداد کی رقم سے متعلق واشنگٹن کے خدشات کو بھی دور کرنا ہے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم خلیل احمد صاحب

مکرم خلیل احمد صاحب ابن مکرم عبدالعزیز صاحب 13 اپریل 2025ء کو بعمر 61 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کاچھیلو (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کو پاکستان میں بھی جماعتی خدمت کا موقع ملتا رہا۔ یہ سلسلہ جرمنی ہجرت کے بعد بھی جاری رہا۔ آپ کو نائب زعیم انصاراللہ اور منتظم عمومی کی خدمت کی توفیق ملی۔ بیماری کے باوجود ہمیشہ دلی خوشی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں بجالاتے۔ نہایت خوش اخلاق اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مرحوم (مشیر قانونی) کے بھانجے تھے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 15 اپریل کو نورالدین مسجد میں مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے پڑھائی۔ بعد ازاں 16 اپریل کو Friedhof Goddelau میں تدفین ہوئی۔

(بہزاد احمد چودھری۔ مربی سلسلہ)

مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب

خاکسار کے پھوپھی زاد بھائی مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب ابن مکرم ڈاکٹر احمد حسن چیمہ صاحب حلقہ Eschersheim فرانکفرٹ 23 اپریل 2025ء کو بعمر 72 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق گجرات پاکستان سے تھا اور لمبے عرصہ سے فرانکفرٹ میں مقیم تھے۔ آپ پندرہ سال پاکستانی قونصلیٹ فرانکفرٹ سے بھی منسلک رہے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 27 اپریل کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں 30 اپریل کو Friedhof Bockenheim میں تدفین ہوئی۔

(سعید احمد، حلقہ بورن ہائیم، فرانکفرٹ)

مکرم ملک بشیر احمد اعوان صاحب

خاکسار کے والد محترم سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیرینہ خادم مکرم ملک بشیر احمد اعوان صاحب پنشنر وقف جدید انجمن احمدیہ دو سال کی صبر آزما علالت کے بعد 25 اپریل 2025ء کو بعمر 84 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ 1941ء میں بوچھال کلاں ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ میٹرک کے بعد کچھ عرصہ پاکستان فوج میں گزارا جہاں 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔ طبیعت بچپن سے ہی جماعتی کاموں کی طرف راغب تھی۔ 1969ء میں فوج کو خیرآباد کہہ کر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زیرسایہ وقف جدید میں بطور انسپکٹر مال خدمت شروع کی اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ محلہ دارالیمن شرقی احسان میں تقریباً 25 سال بطور سیکریٹری مال خدمت کرتے رہے۔ کثرت عیال کے باوجود اپنے بچوں کو اچھی تعلیم و تربیت سے منور کیا اور کبھی کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثال تھے۔

مرحوم نے چھ سال قبل اپنی اہلیہ کی وفات کا صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔ آپ دو سال قبل مستقل سکونت کے لئے جرمنی اپنے بچوں کے پاس آگئے اور یہاں آتے ہی بیمار ہو گئے۔ آپ نے انتہائی صبر سے اپنی بیماری کا مقابلہ کیا۔

مرحوم نے پسماندگان میں چھ بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ دو بیٹے پاکستان میں مقیم ہیں جبکہ باقی ساری اولاد جرمنی میں آباد ہے۔ آپ کی نماز جنازہ 26 اپریل کو ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں 29 اپریل کو مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ دارالفضل میں بعد از تدفین دعا کروائی۔

(صفوان احمد ملک۔ شعبہ تبلیغ)

مکرم عبدالحفیظ صاحب

محترمہ امۃ المنان صاحبہ

مکرم عبدالحفیظ صاحب ابن مکرم عبدالحمید صاحب 15 اپریل 2025ء کو بعمر 83 سال وفات پا گئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ 2000ء میں جرمنی آنے سے قبل حویلی لکھا پاکستان میں رہائش پذیر تھے جہاں شرپسندوں نے آپ کے گھر کو آگ لگا دی نیز آپ کو ملازمت بھی چھوڑنی پڑی۔ مخالفت کی بنا پر پہلے ربوہ ہجرت کر آئے۔ بعد ازاں جرمنی آ گئے۔ آپ بہت ملنسار، خوش اخلاق اور مہمان نواز تھے۔ تمام جماعتی پروگراموں میں بھرپور حصہ لیتے۔ تمام احباب سے نہایت محبت اور اخلاص سے پیش آتے۔ آپ موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ 22 اپریل کو مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی نے بیت السبوح میں پڑھائی اور اسی روز Friedhof Göppingen میں تدفین ہوئی۔

مرحوم کی وفات کے 11 روز بعد ان کی اہلیہ محترمہ امۃ المنان صاحبہ بھی 26 اپریل کو بعمر 79 سال وفات پا گئیں، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحومہ پیدائشی احمدی تھیں اور 2010ء سے جرمنی میں مقیم تھیں۔ بہت ملنسار اور مہمان نواز تھیں۔ مقامی جماعت میں تمام لجنہ ممبرات سے اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ موصیہ تھیں۔ ان دونوں نے پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 29 اپریل کو مکرم منصور احمد گھمن صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور اسی روز Friedhof Göppingen میں تدفین ہوئی۔ (ماجد احمد)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2025ء سے ہورہا ہے۔ تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کرکے اپنی درخواست صدر جماعت ولوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 30 مئی 2025ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوادیں۔تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

1۔ امیدوار Abitur پاس کر چکا ہو۔ تاہم استثنائی صورت میں میٹرک (Realschulabschluss) پاس امیدوار کی درخواست بھی زیرِغور لائی جاسکتی ہے۔

2۔ استثنائی اُمیدوار (Realschulabschluss) کی عمر 18 سال اور Abitur پاس امیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

3۔امیدوار کو قرآن کریم صحتِ تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہواور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4۔اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہونیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5۔جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6۔بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7۔ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آکر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اِس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8۔اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9۔داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملاکر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10۔اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

11۔داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

Am alten Grenzstein 4-6
64560 Riedstadt-Goddelau
Tel: +49 (0) 6158 87837-0
Fax: +49 (0) 6158 87837-37

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 26 | ISSUE 05 | MAY 2025

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de